US201 9-12-09

Title - AUQAAT AZIZ.

Creator - Ghulam Haider Khan.

Publisher - Matba Munshi Nawal Kishore, Lucknow

Date - N.A.

Pages - 104

Subject - Urdu Mazameen.

الایام صحایف اجالکم فخلدوہا باحسن اعمالکم
عزیز
اوقات
صاحبان غفلت کے
مطبع نامی گرامی منشی نولکشور میں بحسن زیبائی چھپی

TO

The Honorable Sir George Ebenezer Wilson Couper Bart,

C. B., K. C. S. I., C. I. E.

LATE LIEUTENANT GOVERNOR N.-W. P.

AND

CHIEF COMMISSIONER, OUDH.

THIS WORK

IS

WITH KIND PERMISSION DEDICATED

AS A HUMBLE TOKEN

OF

ADMIRATION FOR EXCELLENT RULE

AND

GOOD ADMINISTRATION

BY

SYAD GHOLAM HYDER KHAN.
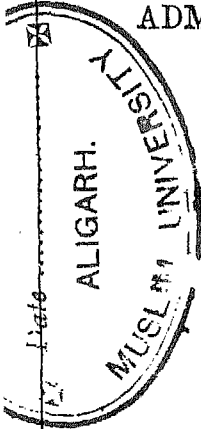
بجناب معلی القاب

کیوان رفعت مشتری تدبیر بہرام صولت فلک تدبیر جناب نواب سر جارج کوپر بیرونٹ
سی بی کے سی ایس آئی سی ائی ای سابق لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی و چیف کمشنر اودھ
اس کتاب محقر کو
نواب ممدوح کی عنایت آمیز اجازت سے بطور دلی تعظیم آنکی حسن حکومت کے
اور ایک نیازمندانہ نشانی کے مخصوص کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٰہی آشناے نام خود گردان زبانم را | زبسم اللہ زینت بخش دیوان بیانم را

حامداً و مصلیاً

ہر فعل کے لیے کوئی علت درکار ہے لہذا جو کچھ مین ان اوراق مین لکھتا ہون اسکی
بھی وجہ ہونی لابد ہے لہذا پہلے اسی کو آویزۂ گوش صاحبان خرد و ہوش کرتا ہون ۱۲۴۹ھ
مین جب مین طالب علم تھا اور مدرسہ جبلپور مین پڑھتا تھا جناب مسادی آداب عمدۃ الارکان
معین الاعیان معدن صدق و صفا مخزن لطف و عطا افضل المحققین جناب مرحوم
منشی عزیز الدین احمد خان صاحب ہمراہ دائرۂ دولت ایرہا توقیر آفتاب نظیر مشتری تدبیر
حارس حوزہ سلامت عباد بیخ کن فرقہ کیا ٹھگان بدنہاد فردوس نشیمن جنرل ولیم
ہنری سلیمن صاحب بہادر کمشنر اطراف نربدا اور ایجنٹ گورنر جنرل بندیل کھنڈ و ریذیڈنٹ
گوالیار رونق افروز جبلپور ہوے تو الطاف بزرگانہ جناب ممدوح کا مبذول حال خاکسار
ہوا بعد اسکے جبکہ مین عدالت فوجداری ضلع مذکور کا سررشتہ دار تھا جناب منشی صاحب ممدوح
ضلع دموہ مین ڈپٹی کلکٹر اور اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر تھے اور اپنی ذاتی اور صفاتی لیاقت اور

کمال کارگذاری اور قابلیت سے نہ گورنمنٹ مین صرف لائق تھے بلکہ ممدوح خلائق تھے
اور اسی اعزاز کے ساتھ سنہ ۱۸۶۹ع کے آخر تک وسادہ آرائے حکومت ضلع ساگر مین ہے
مگر احقر آخر اپریل سنہ ۱۸۷۹ع مین بوجہ اعزاز افزائی جناب فیض مآب مسٹر سنٹ جارج ٹکر صاحب
بہادر کمشنر بیسواڑہ اودھ مین چلا آیا تھا اتفاق سے دسمبر سنہ ۱۸۸۱ع مین جب بعہدہ
اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر مین ضلع ہردوئی اودھ مین تبدیل ہوکر مامور ہوا تو جناب منشی صاحب
مرحوم جو خدمات سرکاری سے باعزاز تمام سبکدوش ہوکر اپنے وطن قصبہ سندیلہ ضلع ہردوئی مین
خانہ نشین اور آسایش گزین تھے اسی لطف اور عنایت قدیم سے ملے اور اکثر فرمایا کہ مجکو
ابتدا ے تعارف مین یہ انتہا معلوم تھی کہ جب مین بوڑھا ہوکر اور پنشن لیکر گھر بیٹھونگا تو
تمکو اپنے وطن اور ضلع کا حاکم پاؤنگا غرضکہ اپنی محبت روزافزون سے ممنون منت فرماتے
رہے اور چونکہ حقتعالی نے آنکو آخر مین دولت اولاد سے دلشاد اور آباد فرمایا تھا آنکی
تعلیم کا نہایت درجہ خیال تھا اکثر مجھ سے فرمایا کہ اُن صاحبزادون کے مطالعہ کے لیے
کوئی رسالہ لکھون جسمین اوقات کی قدر اور اسکے حفظ کے خاصکر فوائد بیان کیے جائین
اور اسکے ضمن مین فوائد محنت شعاری اور دیگر مضامین ایسے لکھے جائین جو بچون کی
تعلیم اور تربیت کے لیے سودمند اور معلمون اور بچون کے محافظون کے لیے مفید ہون
اور لڑکون کو جب وہ فہمیدہ اور سمجھدار ہون تو نفع بخشین مگر افسوس کہ مجھسے بوجہ ضیق
فرصت و کثرت کار منصبی جناب ممدوح کی زندگی مین نہوسکا کہ تعمیل ارشاد کرتا یہانتک
کہ بتاریخ ۲۱ مئی سنہ ۱۸۸۲ع مطابق ۳ شہر رجب سنہ ۱۲۹۹ھ یوم یکشنبہ کو بمقام سندیلہ آنھون نے
دار فانی سے منھ موڑا اور رنج مفارقت مین دوستون کو چھوڑا اور خوردون کا دل توڑا
تب تو مجکو خیال تعمیل ایماء شریف و بجا آوری اشارہ منیف زیادہ ہوا مگر ہنوز قلم کو مین نے

نہ اٹھایا تھا اور حیران تھا کہ کیونکر ابتدا کرون کہ اتفاق سے گھنٹہ گھر کی بنیاد گارِ عالیجناب معلی القاب خجستہ خطاب امیر کبیر ہلال لجام سپہر احتشام عطارد تحریر مشتری تدبیر نوشیروان فر نواب آنربل سر جارج کوپر بیرونٹ سی بی کی سی ایس آئی سی آئی ای اور کونسلر قیصر ہند لفٹنٹ گورنر و چیف کمشنر ممالک مغربی و شمالی و اودھ شہر فرحت بحر لکھنؤ مین بنیاد پڑی تو مین نے تسویدان اوراق مین کوشش کی اور باوجود عدیم الفرصتی مثل اپنے نامۂ اعمال کے سیاہ کرکے **اوقات عزیز** کے نام سے موسوم کیا اور ابتدا سے قصد کیا کہ صاحبزادگان جناب منشی صاحب مرحوم اور آن حضرات کے لیے جنکے گوشہائے مبارک مین گھنٹہ اپنی آواز پہونچائیگا کچھ عرض کرون اور آن حکما اور اہل دانش کا جنھون نے وقت کی قدر کرنے اور محنت شعاری اور اپنے حوائج کے رفع کرنے کے نصائح نہایت فصاحت اور بلاغت سے لکھے ہین ہمصفیر ہون چنانچہ جہانتک سیدھی سیدھی بول چال مین ممکن ہوا اور منصبی کامون سے میرے دماغ کو فرصت اور وقت کو مہلت تھی مین نے لکھا تاہم بہت کم امید ہے کہ نقارخانے مین طوطی کی آواز رسا ہو اور جہان گھنٹہ کی آواز کوئی نہ سنتا ہو وہان میرا کہا سنا جائے خیر جو ہو ع۔ کس نشنود یا نشنود من گفتگوئے میکنم۔

اقل الخلق بل لاشی فی الحقیقۃ صانہ اللہ من کل الشر السید غلام حیدر ابن المرحوم سید محمد خان بہادر نقوی الجایسی—

۱۱- مارچ سنہ ۱۸۸۳ ع مطابق یکم جمادی الاول سنہ ۱۳۰۰ ھ مقام سلطانپور اودھ

باب اول

خدایا مطلع انوار رحمت ساز جانم را	کلید مخزن انوار دل گردان زبانم را
سراپاے دلم را در ثناے خود زبان گردان	بیاد خویش از پا تا بسر کن دل زبانم را

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں

ان لوگوں کے سوا جو رات کو عبادت میں بسر کرتے ہیں اور نماز شب پڑھکر اپنے معبود
حقیقی کی طاعت میں مشغول ہوتے ہیں اور تہجد کی نماز ادا کرتے ہیں یا اپنے پیدا کرنیوالے کے
بھجن گاتے ہیں یا وہ طالب علم جو طلب علم ہی کو افضل عبادت اور بہترین طاعت سمجھتے ہیں
یا وہ لوگ جو اپنے نرم بچھونوں پر سرگرم خواب ہوتے ہیں یا وہ دکھ اور مصیبت زدے کہ جنکو
بچھونا نصیب نہیں ہی یا وہ غریب جو محنت و مشقت شدید کے بعد تھک کر پیال یا ٹوٹی چارپائی
پر کھلے میدان یا تیرہ و تار جھونپڑوں میں پڑے ہوے غفلت کی نیند میں سوتے ہیں انکو گھنٹہ
گرمی کے ایام میں تین اور برسات میں چار اور جاڑے میں پانچ بجاکر ہوشیار خبردار
کرتا ہی کہ سونے کا وقت گذر گیا بیدار ہو بیدار ہو اب اپنے پیدا کرنے والے کی طاعت اور
عبادت اور اسکے بعد اپنی اپنی معیشت کے حاصل کرنے کا وقت ہی اب جو سویا اسنے وقت
کھویا اور مسافران منزل نورد کو یہ کہکر ع نسیم جاگو کمر کو باندھو اٹھاؤ بستر کہ رات کم ہی
جگاتا ہی اور برابر فریادی کرتا جاتا ہی کہ کس قدر دن گذرا اور کتنی رات آئی اور گئی اور
کس قدر عمر کٹی جو پھر کبھی نصیب نہوگی۔

جو عقل اور شعور کے قریب اور بیخبری اور جہالت سے دور ہیں وہ وقت ہی کو جائداد
ابدی اور اپنا مقبوضہ خزانہ سرمدی سمجھتے ہیں مگر عوام دولت کا نام سنکر زر و نقد اسی کو
کہتے ہیں جسکا مبادلہ زر سے ہوسکے اور اسی کے حصول سے انسان کو اشرفت اور اعلی

طبقہ مین شمار کرتے ہین اور جنکو دولت مذکور نصیب نہین ہوتی اُسکو ادنی انسانون کے طبقہ مین سمجھتے ہین اور اُسکو دھیان مین نہین لاتے کہ سونا چاندی مویشی اراضی ہی سچی دولت کے درخت کے میوے ہین جو وقت ہے اور نقد اور مویشی اور اراضی جسپر دولت کا اطلاق ہوسکے وہ سب وقت ہی کی قدر و منزلت کی بدولت نصیب ہوتی ہے۔

ہان یہ سچ ہے کہ وقت ایک ایسی جائداد ہے جیسے ایک چٹیل بنجر جسپر نہ درخت ہین نہ زراعت مگر اُس بنجر مین ہر قسم کی استعداد ہے اور وہ درخت اور زراعت جسکا عمدہ بیج ہے پیدا ہونا ممکن ہے پیدا کرسکتا ہے البتہ بنجر مذکور کی قدر کرنا اور اُسپر کوشش اور سعی کے بیج ڈالنا اور رکھوالی کرنا ضرور ہے اگر غفلت کیجائے تو اُسی پر جنگلی جھاڑیون اور ناگ پھنی کا بن بھی ہونا بعید نہین ہے اور قدر کرنے سے سعی اور کوشش کے بیج انواع واقسام کے میوہ دار درخت جمائینگے اور زراعت عمدہ سے مالا مال کردینگے۔

جو انسان اپنی عمر کی قدر کرے اور اپنی زندگی کے دنون کو غنیمت سمجھ کر رائگان نہ ہونے دے وہی انسان ہے اور وہی وقت کا قدردان ہے مگر قدردان مذکور جبتک عوام کی سرکار سے خطاب کنجوس اور مکھی چوس کا حاصل نکرے اور اُس خطاب کا تمغہ نہایت خوشی سے گلے مین نہ لٹکائے ممکن نہین ہے کہ قدردانان اوقات مین محسوب ہوسکے اور اُن عالی رتبہ بزرگون کی صف مین کرسی نشین ہونے کی لیاقت پائے۔ ظاہر ہے کہ جب وقت کا کوئی قدردان ہوگا تو اُسکو ہر لحظہ کی ویسی ہی قدر ہوگی کہ جیسی بخیل کو ایک اشرفی کی اور وہ وقت کا قدردان گھنٹہ کے ساٹھوین حصہ کا بھی ساٹھوان حصہ بیکار کرنا اسراف جانیگا اور وقت دوست کو اپنے ایک لحظہ کے ضائع ہونے کا اُس بخیل سے زیادہ صدمہ ہوگا جسکا ایک اشرفیون کا توڑا چھن جاے اور وہ لوگ جو عمر کے گھنٹے ہی نہین

بلکہ دن اور ہفتے اور مہینے اور سال لہو لعب مین اڑا دیتے ہین ضرور وقت کے عزیز رکھنے والے کو
خطاب کنجوس کا عنایت فرمائینگے اور نہایت فیاضی سے بخیلون کی فہرست مین اُسکا نام اول درج کرینگے
مقام تحیر ہی کہ جب کوئی مرجاتا ہی تو اُسکے عزیز یگانے کیسا بلک بلک کر روتے ہین اور
اُسکے صدمۂ فراق کے ماتم مین وہ پتھر سر و سینہ پر مارتے ہین اور زانو پیٹتے اور کس قدر بحر
غم و الم مین غوطے کھاتے اور آہین سرد دل پُر درد سے کھینچ کر خاک اڑاتے اور رو رو کہتے ہین
کہ آہ اب وہ دوست اور پیارا جو جان کھو گیا ہمکو کبھی نظر نہ آئیگا نہ ہم اُسکی صورت دیکھینگے
نہ وہ اپنا جمال ہمکو دکھائیگا مگر وہ رونے والے اپنے حال پر ذرا نہین روتے اور اپنے
اُس ایک ایک لحظہ کے جس سے گھنٹے اور دن اور ہفتے اور مہینے اور سال بنتے ہین کھو جانے کا
مطلق افسوس نہین کرتے حالانکہ رفتہ رفتہ وہ لحظے جب ضائع ہوتے ہوتے چک جاتے ہین
تو اُسی طرح جیسے مسرف کے کیسہ مین کوڑی باقی نہین رہتی اور محتاج ہو جاتا ہی وہ مسرف
اوقات بھی انھین لحظون کے خرچ ہو جانے پر انھین دوستون اور عزیزون کی طرح جنکے
مرنے پر فریاد و فغان تھی مردہ ہو کر قبر مین لیٹتے ہین اور تب بجاے اسکے کہ خود ہی قیامت تک
رویا کرین اُن ناعاقبت اندیشون پر دوسرے رونے والے جمع ہو جاتے ہین اور بعید
نہین ہی کہ قبر کے اوپر اُسکے ہم مشرب اور قبر کے اندر وہ خود روتے ہین اور شک نہین ہی
کہ مسرف اوقات کو اپنی فضول خرچی پر قیامت تک ہی نہین بلکہ بعد اُسکے بھی رونا ہی
نصیب ہوگا جن لوگون کو وقت کی قدر نہین ہی اور وقت شناسون کا جو مضحکہ کرتے اور
ہنستے ہین اُن ہنسنے والون پر بھی کبھی نہ کبھی ایسی حالت طاری ہو جاتی ہی کہ وہ بھی لحظہ
اور گھنٹے قدردانان وقت کی طرح شمار کرین مگر وہ کون حالت ہی بہت ہی مہیب اور
بنیڈی حالت بیماری کی ہی یا کوئی اور مصیبت سخت مین گرفتاری کی ہی جب وہی مسرف اوقات

بستر علالت پر لیٹتے ہین اور کھانے باتین سننے سے کارہ اُٹھنے بیٹھنے چلنے پھرنے سے معذور ہوتے ہین تو اپنی زندگی کی ایک ایک سانس کو شمار کرتے ہین اور وہی بارہ گھنٹے کا دن جو حالت صحت مین مثل ایک گھنٹہ کے تصور ہوتا تھا اور اُسی طرح بیدریغ صرف کیا جاتا تھا کہ جس طرح خزانہ موروثی جو باپ کے مرنے پر کپوت لڑکا پا کر اُڑا دیتا ہی تیس دن کے برابر معلوم ہوتا ہی اور کاٹے نہین کٹتا اور بیماری کی رات تو بھاری اور ۳۶۵ رات کے مساوی اور گران گذرتی ہی گھڑیون کی آواز گن گن کر کٹتی ہی شاید اسوقت دھیان ہوتا ہو کہ ویسے ہی کتنے دن اور رات بیہودہ باتون اور بیہودہ خیالون اور غفلت کی نیندون مین سو سو کر کھوئے ہین اور بہت ممکن ہی کہ اُسی وقت تک کہ پھر استعداد اوقات ضائع کرنے کی بہم نہ پہونچے یہ خواہش اور خیال ہوتا ہو کہ اگر شہباز اجل نے نہ دبوچا اور گربۂ اجل نے چھوڑا تو وقت کو ضائع نہونے دینگے اور عجب نہین کہ یہ بھی دھیان ہوتا ہو کہ افسوس بہت دن اور مہینے عمر کے اکارت گئے کاش پھر وہ ملتے تو سوارتھ کرتے مگر کہان ممکن اور دل مین پشیمان ہوتے ہونگے کہ افسوس زندگی کی بہت سی راتون مین متوالے رہے اور سونے مین گذر گئین اور بہت سے دن لہو لعب مین بسر ہوگئے مگر اُس ندامت سے کیا حاصل اسلیے کہ بیماری سے صحت اور مصیبت سے نجات ملتی ہی وہ سارے خیال خواب ہونے والے ہوتے ہین اور اگر موت کے آثار نمودار ہوے تو ہر لحظہ یہ تمنا ہی کہ کاش ایک لحظہ اور جیتے اور نہایت ہی ایک سانس کی قدر ہی مگر جو عمر بسر ہوگی تو سر ٹپک کر اور اجل کے پھندے مین پھنس کر رونا اور جان کھونا ہی ساتھ ہوتا ہی۔

کیا سر جا بجا کو پیر کی یاد گار کا گھنٹہ غل مچا مچا کر نہ بتلائیگا اور کیا آتنا بھی غل بدہ نہ دیگا کہ جتنا چوکیداروں کی یہ صدا رات کو غافلون کو فائدہ دیتی ہی کہ سونے والو جاگو اور

ہوشیار رہو چور سے جان و مال بچاتے رہو بالضرور اس صدا سے کہین بڑھ کر گھنٹہ کہیگا کہ اے غافلو اب دوپہر بجا اب ایک بجا اور یون ہی رات و دن کا شمار کرتا چلا جائیگا اور جھنکار کی آواز سے ڈانٹیگا کہ دیکھو عمر تمام ہوتی ہے اور جان لینے والا فرشتہ اور عیش و آرام مٹانے والا اور صحت و سلامت و عافیت لوٹنے والا ڈاکو آیا ہی چاہتا ہے ہوشیار ہو ہوشیار ہو گناہون سے توبہ کرو اپنے حوائج کے رفع کرنے کو تیار ہو چھوٹے چھوٹے ہتھیار اٹھاؤ -

جنکو ذرا سی عقل ہے وہ تو خبرداری کرینگے اور ہر ایک گھنٹہ کی آواز پر چونک چونک پڑینگے اور جھجک جھجک کر جو اُنکو کرنا ہے کرینگے کاروباری اور محنتی اور پیشہ ورون کے لیے تو گھنٹہ اکسیر کا خواص دیگا اور دولتمندون اور آسایش گزینون کو بھی ضرور کسی نہ کسی قدر شرم دلائیگا شاید جو بالکل ہی از خود رفتہ ہین وہ دیوانون کی طرح اُسکی آواز نہ سُنین اور متنبہ نہون -

تمام دنیا مین عقلا اور صاحبان تجربہ پکار پکار کہ گئے ہین کہ اپنی اوقات کی قدر کرنے والے ہی دنیا اور عقبی مین کامیاب ہوتے ہین اُنھین کے سارے کام راس آتے ہین وہی جاہل سے عاقل نادان سے دانا کاہل سے جفاکش بنجاتے ہین اور اُنھین کے قبضہ مین بہشت اور بیکنٹھ آتا ہے اور دنیا کے خزائن اور دفائن کا مالک بنتا ہے اور جو اوقات کی شناخت سے عاری اور اُسکی قدر سے معرا ہین وہ انواع و اقسام کے بیہودہ افکار اور افلاس اور ادبار مین گرفتار رہتے ہین حقیقت مین اوقات شناس کے قبضہ مین سلطنت اقبال ہے اور جنکو وقت کی پہچان نہین وہ سلطان کشور ادبار ہین -

جو بےپروا گھڑیون اور ساعت کے گننے والون کو ہنستے اور ٹھٹھون مین اڑاتے ہین سے خود کبھی
اُس شخص پر جو وقت کو نہین پہچانتا سو زبان سے ملامت کرنے لگتے ہین مگر ایسی ملامت کے
لیے اوقات خاص ہوتے ہین مثلاً اگر چند مریض سے حکیم کہے کہ میرے مطب مین اگر تم ٹھیک
سات بجے آؤ تو مین ہر ایک کو دیکھونگا اور نسخہ لکھونگا اور وہ بیمار پالکیون اور ڈولیون پر
لد لد کر یا کسی کے سہارے یا لنگڑاتے ہوے چل کر مطب مین حاضر ہون اور حکیم صاحب
سات بجے مطب مین نہ ملین تو وہ بیمار اور مبتلاے آزار جو بالضرور وقت کے شناسا ے کامل
ہونگے کس کس زبان سے حکیم صاحب کی وقت ناشناسی پر چلائینگے اور حکیم صاحب کی آمد کے
انتظار کی گھڑیون کو خفگی کے ساتھ کس صحت کے ساتھ گنینگے ظاہر ہے کہ کبھی تو خشونت سے
کہینگے کہ ہمکو تو سات بجے بُلایا اور ہمنے اپنی ناسازی مزاج اور سخت بیماری اور شدت
تکلیف مین اُس وقت کو یاد رکھا اور حکیم بھلا چنگا ہو کر وقت بھول گیا مگر افسوس کہ اِس
خفگی کے ساتھ اُنکو مطلق یاد نہوگا کہ جب وہ خود بدولت بھلے چنگے تھے تو وہ حکیم صاحب کے
طرفدار تھے یا کبھی بھولے سے بھی ضبط اوقات کا ایسا ہی دھیان اُنکو تھا جواب گریبان گیر ہے
بیمارون کو بستر علالت یا ہلاکت پر بھی یقیناً اُن ساعتون کا دھیان نہوتا ہوگا کہ
جسمین کسی کی بیماری کی خبر اُنھون نے اپنی حالت صحت مین سُنی تھی اور اعتنا نہ کیا تھا
یا جنمین کسی کے مرنے کی خبر سُنی تھی اور اُس خبر سے صرف اس غرض سے پریشان ہوے تھے
کہ وہ بھی نہ اُسکی طرح مر جائین ورنہ اُس مُردہ کی لیاقت قابلیت شرافت کے ضائع ہونے کا
خیال بھی نہین کیا تھا یا جن ساعتون مین مریض کی عیادت مردے کی جنازے کی
مشایعت اور اُسکی تعزیت سے گریز اور پرہیز کیا تھا مگر بالضرور ہر وقت یہ خیال ہوگا کہ ہم
کو گھڑی سے تنہا بیمار پڑے ہین مگر کوئی مزاج پوچھنے والا نہین آتا دوا کا وقت گذرا جاتا ہے

کوئی خبر نہین لیتا آتا دن چڑھا حکیم صاحب نہین آئے یون ہی اگر مر گئے تو کوئی تجہیز اور تکفین مین بھی شریک نہوگا ہمارے مرنے پر افسوس نکریگا لیکن براہ مہربانی ساتھ ہی اس خیال کے اسکا بھی تصفیہ فرمائین تو بہت مناسب ہو کہ جیسا بویا ہے ویسا ہی تو کاٹینگے۔

ای اونچے محلون کے رہنے والو آپکے دولتخانون مین خلاف غربا کے جھونپڑون کے گھنٹہ کی آواز بہت گونجیگی ذرا غور کرو کہ کیا وقت ہے دیکھو صبح ہوئی شام ہوئی رات ہوئی پھر صبح ہوئی تمنے کیا کیا کچھ تو سوچو کہ کس قدر ایام زندگی کے گذر چکے اور انمین تمنے کیا حاصل کیا باپ دادے سے جو پایا تھا اسمین کس قدر کھو دیا اور تمنے کیا کمایا اپنے لیے کچھ زاد عقبی حاصل کیا اپنے وارثون کے واسطے کچھ اندوختہ کیا انکو دنیا مین رہنے کی کیسی تعلیم کی اپنے ہمچشمون سے کیا سلوک کیا انکے فائدے کے لیے کچھ ایجاد کیا انکے افادہ کا کبھی خیال ہوا اچھے یادگار دنیا مین قائم کیے یا ہنوز غافل ہو۔

بہت اندیشہ ہے کہ گھنٹے کے موجد اور اسکے بجانے والے سے باوجود غفلت اور بیہوشی آزردہ ہون اور جسطرح کسی نے مرغ سحر کی بانگ پر خفا ہو کر کہا ہے ؎

اگر ایکبار بھی شب وصل بولا	چھری اور مرغ سحر کا گلو ہے

کہین بیچارے گھنٹہ بجانے والے کو کوسنے نہ لگین یا جو وقت کی قدر کرنے کی تحریک کرتے ہین اور الصلوۃ خیر من النوم کہکر خواب شیرین سے جگاتے ہین انپر نیلی پیلی آنکھین نہ نکالنے لگین مگر چاہو کوئی ناخوش ہو یا چاہے گھنٹہ بجانے والے اور وقت کی قدر کرانے کے ساعی ہرگز ہرگز آزردہ نہونگے اور چاہے وہ اپنے دل مین ان الفاظ سے ؎

دریغ و باز دریغ و دریغ و باز دریغ	اگر رفت بیان واندو یک سخن شنیدہ نشد

متاسف اور متالم ہون تو بھی گھنٹہ بجاہی جائینگے اور اس امید پر کہ چاہے ابھی تک

وقت کی قدردانی پر آمادگی نہوئی ہو لیکن اب ہوا ہو شاید وقت شناسی کا مذاق پیدا ہوا و
اوقات کے رایگان ہونے کا عوام کو غم ہو کہتے ہی چلے جائینگے۔

اگر سعی کرنے والون کی کوشش ٹھکانے لگی اور وقت کے قدر کی بو دل و دماغ مین
بس گئی تو ضرور خیال ہوگا کہ وقت کو کیا کرین یہ تو سچ ہو کہ وقت روپیہ اشرفی جواہر تو ہو نہین
کہ گاڑا جاے اور یہ تو ممکن نہین کہ اُسکے پیچھے جو ریل گاڑی سے بھی جلد گھومتے ہین لگ سکین
وقت تو گذرتا ہی جاتا ہو بس جسکے ہاتھ سے وہ جاتا ہو اور جسکی عمر کو وہ گھٹاتا ہو اُسی کا کام ہو
کہ جیسا اوپر بیان ہوا کہ اُسکو ہنر سمجھ کر اُسمین سعی کرے تھوڑی یا ابتداء عمر مین دوسرون سے
سبق لے جب بڑھے تو اپنی تعلیم آپ کرے پھر دیکھے کہ اُسکو کیا قدرت ہو اور کیا کیا وہ کر سکتا ہو
پھر محنت کے میدان مین آئے اور اپنی ضرورتون کو آنکھ کھول کے دیکھے اور آنکے رفع کرنے کی
تدبیرین نکالے اور اُسپر محنت جو استقلال کے ساتھ مستمر ہو اور تلوّن سے خالی ہو جم جاے
تو پھر وہی وقت جس جس طرح گذرتا جائیگا نئے نئے درخت اُگائیگا اور اُن درختون مین
رنگ برنگ کے پھول اور پھل لگینگے اور عمدہ زراعت ہوگی اور جسطرح ایک کسان اپنے
بیج کو خاک مین ملا کر خوش ہوتا ہو وہ قدردان وقت اپنے وقت کے گذر جانے سے خوش ہو کر
خاک مین بیج ملانے والے کی طرح منتظر رہینگے کہ آنکا وقت بھی لہلہاتا ہوا وہ کھیت کھلائیگا

پس وقت کو غنیمت جان کر ہر وقت سعی و کوشش کرنا چاہیے اور ہر دم کچھ نہ کچھ سیکھنا اور
مفید کام کرنا ہی وقت کی قدر کرنا ہو اور وہی انسان وقت کو پیار کرتے ہین جو ہر وقت
کچھ نہ کچھ اکتساب کرتے ہین اور کوشش کر کے سیکھتے ہین عجب نہین کہ یہانتک مین کر یا ان
اوراق کو پڑھ کر کوئی کہے کہ ہرگاہ وقت ایسے قدر کے لائق اور قیمتی ہو تو جن لوگون نے
اُسکی قدردانی چھوڑدی اور برابر بے پروائی کرتے آئے اور ہنوز ویسی ہی بے پروائی

کرتے چلے جاتے ہین وہ بھی تو آدمی ہی تھے اور مین آخر انھون نے بھی تو کسی سے سیکھ کے ناقدردانی پر کمر کسی ہوگی اور جسنے سکھلایا ہوگا وہ بھی تو عقل وشعور رکھتا ہوگا سو یہ سچ ہے کہ عیب اور ثواب آدمی آدمی ہی سے سیکھتا ہے الا فرق یہ ہے کہ صواب صریحًا سکھلایا جاتا ہے اور عیب کی تعلیم کوئی نہین کرتا مگر وہ دوسرون کو دیکھ کر اور دوسرے غافلون اور کوتاہ اندیشون کی تقلید سے آجاتا ہے یا اُن لوگون کی روحین یا شاید قبرین جو دنیا سے خالی ہاتھ چلے گئے بول سکتین تو جواب تسلی بخش مل سکتا وہی خوب تبلا سکینگے کہ انھون نے وقت کی ناقدری کرکے کیا پھل پایا اسوقت بھی بہت سے ناقدردانان وقت کوچہ و بازار مین نظر آئینگے جنھون نے اپنے آباو اجداد کے اندوختہ خزانے بے ہاتھ پاؤن ہلائے پائے تھے اب دربدر پھرتے ہین اور بھیک بھی مانگنے سے نہین پاتے شاید اگر وہ اتنا ہی کہ قسمت کا لکھا پیش آیا اور ادبار نے نیچا دکھایا کہ جب پنہو جائین تو اپنی اوقات کے ضائع کرنے اور خزانہ لٹانے کا سبق جنسے پڑھا ہوگا اچھی طرح تبلا سکینگے یا شاید رو رو کر یہ کہین۔

ہمارے جدو آبا یا ہمارے مورثون کو ہماری اس درجہ کو خبرداری اور نگہداشت مدنظر تھی کہ کبھی بیماری کے ڈر سے اور کبھی نظر بد کے اثر کے اندیشہ سے کبھی جن و پری اور بھوت اور چڑیل کے سایہ کے خطرہ سے سدا محلون مین محفوظ رکھتے تھے اور ہم جانتے بھی نہ تھے کہ کدھر صبح ہوئی اور کب شام ہوئی عورتین ہماری محافظ تھین اور ہر ہر قدم پر پھونک پھونک پانون رکھتی تھین ہمارے رونے سے سارا گھر تہ و بالا ہوتا تھا جو ہمکو درکار ہوتا تھا فورًا حاضر کیا جاتا تھا بیمار ہوتے تھے تو ممکن کیا تھا کہ کڑوی اور بدمزہ دوا ہمارے سو بڑھ آئے جب پانون چلنے لگے اور محل سے باہر نکلنے کا حوصلہ ہوا تو ہماری انا ہماری کھلائی کہتی تھی نہ میان باہر نہ جاؤ وہان ہوّ جو بیٹھا ہے شیر کھڑا ہے مگر جو ہم نہ مانتے تھے اور

مچل جاتے تھے تو عورتون کا پہرا ہمارے ساتھ ہوتا تھا کوئی سناتی تھی کوئی ڈراتی تھی آخر
پھر گھر مین لیجاتی تھی پھر جب پڑھنے کے دن آئے تو اخوند صاحب کو تاکید تھی کہ بچے سے
دل کو مولوی صاحب نہ دکھانا یا پنڈت جی نہ گھر کنا اور مولوی صاحب اور پنڈت جی کی
نگرانی کو اور ہمارے دلاسا دینے کو عورتین مکتب مین بھی موجود رہتی تھین جبتک ہمارا جی
چاہا بیٹھے رہے نہ کوئی وقت مقرر تھا کہ کب سے کب تک پڑھین نہ قید تھی کہ کتنا سیکھین یونہی
جوان ہوے تو ہمارا بڑی دھوم سے بیاہ ہوا سر سہرہ بندھا پھر ہمکو مصاحبون سے سابقہ ہوا
جو دن رات قصہ اور کہانی اور انواع اقسام کی باتون مین لگائے رہتے تھے اور کبھی خاطر کو
مکدر نہونے دیتے تھے آدھی رات تک آنکی صحبت مین رہتے تھے پھر بی بی کے پاس جا کر
سو رہتے تھے دوپہر دن چڑھے کے قریب سو کر اُٹھتے تھے تو خدا کی دی پھر مصاحبون کی صحبت
تھی اور دن عید رات شب برات تھی والد نے قضا کی تو بھی ہمکو کیا پروا تھی ملا آخرا نھین
مصاحبون نے اس درجہ کو پہونچایا نہ اب امان جان کی خبر ہے نہ بی بی سے واقف ہین کیا جانے
کس پر کیا گذری ہمارا یہ حال ہے کہ نہ تن پر لتا ہے اور نہ پانون مین جوتا شرافت کو نہ کوئی پوچھتا ہے
نہ ہماری نجابت ہی کی کوئی قدر کرتا ہے وہی یہ دن ہین انبیا اوصیا ہما پر شون سب سے
اس زمانہ نے بیوفائی کی ہے ہم بھی اُسی کے چکر مین سرآسیمہ اور پریشان ہین ہمنے ہزارون کو
ہزارون دیے مگر ہمکو کوئی کوڑی نہین دیتا ہمارے یہان سیکڑون نوکر تھے ہمکو کوئی نوکر
نہین رکھتا اشراف بڑے باپ کے بیٹے ہین ہمسے نہ تو کوئی پیشہ ہو سکتا نہ پیشہ کے واسطے
اب روپیہ ہے کرین تو کیا کرین اور روئین تو کس کے آگے روئین غالباً اس جواب سے
نا قدر دانان وقت کی عقل و شعور کا اندازہ ہو سکیگا اور جیسے اور جس ترکیب سے
اُنھون نے وقت کا نہ پہچاننا اور اکارت کرنا سیکھا ہو گا اُسکا پتہ بھی مل سکیگا کہ جو

بچپنے سے غفلت کی گھوٹی پیتے ہین وہ بڑھاپے تک اسی غفلت مین رہتے ہین اور انکو رات اور دن کے سارے گھنٹے یکسان اور برابر ہین اور وہی تخت سلطنت سے خاک مذلت پر بٹھلائے گئے ہین انھین کے نامون سے دنیا مین کوئی واقف نہین ہے انھین کے لیے عقبی مین عذاب ہے اور دنیا مین ملامت ہے۔

باب دوم

وقت کی قدر بدون اسکے کہ دوسرے اسکی قدر دانی سکھلائین اور بدون اسکے سیکھنے والا خود سیکھ نہین ہو سکتی۔

سخن خاک را رنگ جان دادہ است	سخن خامشی را زبان دادہ است
سخن گر نہ بخشد ز اشیا خبر	جز اشکال وہمی نہ بیند نظر
بود بے سخن مرد ارباب راز	زبان بے حس و گوش بے امتیاز

ان لوگون سے جو بیچارے دکھ درد کے مارے بیتاب ہے نا امید ہی اور یاس اور گرفتار پنجہ بدبختی ہین افلاس ہین جنکے جسمون پر نہ لباس ہے نہ رہنے کا ٹھکانا نہ کوٹھی پیسہ پاس ہے نہ سونے کو بچھونا جن غرباکو بجز اپنی قوت بازو کے نہ کسی سے چشم اعانت ہے نہ امید رعایت جو بے نوا اسی فکر مین غلطان اور پیچان ہین کہ قوت لایموت بہم پہونچے اور پیٹ بھر کے سوئین جنکو اتنا ہی خیال ہے کہ رہنے کو ایک چھپر ہو اور آرزو ہے تو اتنی کہ چاول پھوک کے انھین پر کھا کے سوئین جنکو صرف اتنی ہی امتیاز کی حاجت ہے کہ کس سے دکھ پہونچیگا اور کس سے ضرر پہونچنے کا اندیشہ نہین ہے انسے کوئی کیا کہہ سکتا ہے۔

انکو نہ تو سیکھنے کی قدرت ہے نہ پیٹ کے دھندے سے مہلت ان دکھیون کو جب صبح کے گھنٹے کی آواز خواب بیہوشی سے جگاتی ہے تو وہ آنکھین ملتے ہوے اس طرف کو دوڑتے ہین

جہان دن بھر کی سخت محنت کے بعد سد رمق ملنے کی امید ہوتی ہو اور وہان پہونچتے ہی بحر
مشقت مین ڈوبتے اور اُچھلتے رہتے ہین اور جب شام کو اُس قعر تعب سے نکلتے ہین تو بھی
اپنے کو ساحل اوبا ہی پر پاتے ہین اور اپنی جانکاہی کا معاوضۂ قلیل لیکر اندھیرے مین
ٹھوکرین کھاتے ہوے اور اس گیت کو الاپتے ہوے بدتر از مرگ ست این بود و بقاے ما
اپنے اندھیرے جھونپڑون کیطرف دوڑتے ہین تا جلدی جلدی کچھ کھائین اور سو رہین
یا جو اُنھین سے معمولًا یا رسمًا متاہل ہو گئے ہین یا جنھون نے اس خیال سے کہ ایک سے
دو ہوکر دوہری کمائی کرین اور کھانے اور پینے کو زیادہ پائین یا ایک کو دوسرے کی
ڈھارس ہو یا یہ شن کرے

درحقیقت تنگدستی مایۂ دیوانگی ست		درچمن بیدار غم بیجا صلی مجنون شود

سمجھ لیا ع خوب گذریگی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو - جورو کر لی اور اپنی آرزو خام کے
پودھے کو سعی اور کوشش کے پانی سے سینچا اور وہ بڑھا تو سہ بوقت گل گل دیگر شگفتہ
بوقت بار بار خاطر آورد ٭ کا نقشہ جما اور اولاد پیدا ہوئی تو اُسنے سارے منصوبے غلط کردیے
اور رہے سہے ہوش بھی کھو دیے اور سچا دیوانہ ہی کر دیا اب جہان محنت کو جائین ضرور ہی
کہ بچہ کو بھی لاد کر لیجائین اور اُس بدنصیب کو اپنی محنت گاہون مین نین پڑا ڈال دین
اور جب وہ ہاتھ پاؤن مار مار اور چلا چلا ر و کر عاجز آئے تو اُسکا حلق اپنے خون جگر سے اُسکی
مان ترکردے اور اُسی کیفیت مین جب وہ بڑھے تو مان باپ کی گود اور کندھون کو خالی
کرکے اپنے پاؤن سے چلے اور مان باپ کا ساتھی بنے اور رات دن گھر کے باہر راستون
اور سنسان میدانون مین پڑا پھرے نہ بھوت اور چڑیل سے ڈرے نہ جن و پری سے
جھجکے اور آخر کو جوان ہو کر اپنے باپ کی طرح ایام زندگی کے پورے کرے سچ تو یہ ہی کہ

جو بلاے افلاس مین گرفتار ہین نا پرسانی بھی انکی انکے ساتھ ہی ؎

مفلسان راکس نمی پرسد زمینا کن قیاس　　چونکہ خالی شد کسے در گردش دستے نکرد

اور کیا انکی پرستش ہوسکتی ہی اور انکو کیا تکلیف دیجاسکتی ہی مثل مشہور ہی ؎ مفلسی سب بہار کھوتی ہی- اگر انھین سے کوئی کوشش کا حوصلہ بھی کرے تو کیا ؎

سعی مفلس کی بجائے میرسد　　آدمی بے برگ تیر بے پر است

تاہم چونکہ انسان ہین اور استعداد قابلیت سے محروم نہین ہین ممکن ہی کہ کہنے سُننے سے انکی سوکھی کھیتی ہری ہو-

لائق تعلیم وتلقین اور وعظ ونصیحت اور قابل خطاب گزارش انھین کی جناب ہی جو گوش شنوا اور دل ہشیار رکھتے ہین اور جنکے خیالات بوجہ مقدرت وسیع اور غیر محدود ہین اور جو اپنی اور اپنے اہل وعیال کی پرورش اور پرداخت مین عذر افلاس وتنگدستی نہین کر سکتے جو اپنے خاطر خواہ کھاتے پہنتے سوتے جاگتے ہین اور اپنی اولاد کے کھانے پہنانے مین عاری نہین ہین اور جنپر مخفی نہین ہی کہ دنیا مین تعلیم دو قسم کی ہی ایک وہ جو کم عمری مین لازم ہی دوسری جو جوانی مین تا بروز مرگ ہوتی ہی پہلی قسم کی تعلیم دوسرے کرتے ہین اور دوسری قسم کی تعلیم ہر شخص کو خود آپ ہی اپنے لیے کرنی پڑتی ہی دوسرون کے ذریعہ جو تعلیم ہوتی ہی اُسکا زمانہ بہت قلیل ہوتا ہی اور چاہے وہ زیادہ ہی ہو مگر اُسی طرح جلد گذر جاتا ہی جیسے جاڑے کی لمبی رات کے بعد آفتاب دیر مین نظر آتا ہی اور جب کھائی دیتا ہی تو بہت ہی مرغوب اور ہر دل عزیز ہوتا ہی ہر شخص گو کیسا ہی لباس گرم رکھتا ہو اُسکی شعاعون مین چلنا پھرنا پسند کرتا ہی اور جبتک اُسکی حدت اور تپش برودت پر پوری طرح غالب نہین ہوتی تب تک اُسکا طلوع حساب مین نہین آتا مگر جب وہ

خوب گرم ہوتا ہے اور دھوپ اکھرنے لگتی ہے تو یقین ہوتا ہے کہ ہان اب آفتاب عالمتاب
تخت زرین پر زینت آرا ہوا الا اس یقین کے ساتھ ہی تمازت نرم ہو جاتی ہے اور
جلد غروب ہو جاتا ہے وہی حال بجنسہ بچون کی عمر کا ہوتا ہے کہ جب وہ خرامان خرامان
چلتے ہین تو تلا کے بولتے ہین اور محل یا بے موقع ہنستے ہین تو بہت ہی بھلے معلوم
ہوتے ہین اور جب ذرا الفاظ صحیح بولنے پر قادر ہوتے ہین دوسرون کو سلام کرتے ہین
مزاج پوچھتے ہین اپنے مزاج کی پرسش کا شکریہ ادا کرنے لگتے ہین تو اُن بچون کے
والدین کے سوا دیکھنے والے بھی اُنکو پیار کرنے لگتے ہین اور اُنکی حرکات ویسی ہی
محبوب ہوتی ہین جیسی جاڑون کے دنون کی آٹھ بجے کی دھوپ یا طلوع آفتاب کے
برابر جیسی آگ کی آنچ بھلی معلوم ہوتی ہے غرضکہ وہ بچے پیار کے جھولے مین جھولا
کرتے ہین اور جاہل اور ایسی ناسمجھ عورتون کی گود اور بچھونون مین وہ پلتے ہین کہ
جو بیشتر جاہل ان پڑھ ہوتی ہین نہ وہ اسباب مضر صحت سے واقف ہوتی ہین نہ خود
صحت کی تدابیر سے خبردار ہوتی ہین اُنکی بڑی خوش سلیقگی یہی ہوتی ہے کہ لڑکا رونے
نہ پائے اور اسلیے وہ نادان عورتین بے وقت لڑکون کو جو چاہتی ہین کھلاتی ہین
اور رونے سے روکنے کیلیے طرح طرح کے بھیانک نامون سے ڈراتی ہین گود مین
اُٹھائے پھرتی ہین اور کودنے پھاندنے سے روکتی ہین اور اس بے عنوانی سے
لڑکا اکثر بیمار ہوتا ہے تو تیمار مناسب نہین ہوتا اور جسکا انجام یہ ہوتا ہے کہ لڑکے کے
قوی کمزور ہو جاتے ہین ڈراونے نام سُنتے سُنتے بزدلا ہو جاتا ہے سردی اور گرمی کی
برداشت نہین کر سکتا اگر کوئی غلطی سے اُن بچون کو ناداروں کے لڑکون سے
مثال دیکر باور کرانا چاہے کہ کیا وجہ ہے کہ غربا کے لڑکے باوجود اسکے کہ اُنکو خراب اور کم

غذا ملتی ہے مگر قوی ہوتے ہین اور بے دھڑک جہان چاہتے رات دن چلتے پھرتے دوڑتے ہین تو اُنکی زبان یہ کہکر بند کیجاتی ہے کہ امرا کے صاحبزادے مانند باغون کے درختون کے ہین اور کنگلون کے لڑکے بن کے خودرو رُوکھون کے مثال ہین یا ہر کسی کا پھر کارے ساختہ جواب شافی اعتراض معترض کا سمجھ لیا جاتا ہے اور چاہے کوئی کچھ کہے پانچ چھ برس تک یا کبھی سات برس تک مالدارون کے فرزند ناسمجھ اور نادان بچے خیال کیے جاتے ہین حالانکہ اُسوقت تک اُنکو بہت کچھ تعلیم ہونی چاہیے تھی پر جب خود بخود امرا کے خیال تعلیم کا بادل اور تربیت کی گھٹا اُمنڈتی ہے تو وہ بچہ ادنی درجے کے معلم کے حوالہ ہوتا ہے تو بھی عورتون کا پہرا اُس لڑکے پر ہوتا ہے اور بظاہر معلم صاحبزادہ کا اور عورتین حقیقت مین معلم کی اتالیق ہوتی ہین ہان گر معلم کو خود بھی شعور ہوا تو وہ مشکل مین پڑجاتا ہے اور اُسکو اسی کا اہتمام لازم ہوتا ہے کہ برے خیالون سے جو جاہل اور کمینہ عورتون اور بیہودہ مردون کی صحبت سے شاگرد کے دماغ مین بھر گئے ہین ذہن اور دماغ پاک ہو ناصواب حرکات چھڑائے لکھنے پڑھنے کی رغبت قائم کرے اور تھوڑا تھوڑا کرکے پڑھائے اور لکھائے اور اس چار ہجاتے ہین بارہ تیرہ برس کی عمر اس بچے کی ہوپختی ہے تو بھی والدین اُس عمر کو جاڑے کے آفتاب کی سی نرم دھوپ سمجھتے ہین اور مطلق خیال نہین کرتے کہ دوپہر قریب ہے اور دن کے ڈھلنے مین تھوڑی سی کسر باقی ہے بلکہ خلاف اُسکے صرف یہ دیکھ دیکھ کر خوش ہوتے ہین کہ لڑکا جھک کر سلام کرتا ہے نمسکار اور پرنام موقع پر بجالاتا ہے قرینہ سے اُٹھتا بیٹھتا ہے شریف اور رذیل اقوام کی شناخت کرنے لگا جنکو وہ ذلیل اور کمینہ سمجھتے ہین اُنکو وہ لڑکا بھی حقیر جاننے لگا دوڑکے نہین چلتا اچھل کود سے واقف نہین ہے افلاس زدون کم مایہ کے بچون کے ساتھ نہین بیٹھتا اور ساتھ ان خوبیون کے کچھ لکھنے پڑھنے لگا تو ہزار زبان سے معرف ہوتے ہین کہ بچپن مین کیا کیا خوبیان اپنے

چھوٹے سے دل مین اُسنے جمع کر لین اور اگر اُس لڑکے نے بے سمجھے بوجھے دیکھا دیکھی پوجا پاٹ
نماز روزہ بھی اختیار کر لیا تو پھر سعید ازلی کا خطاب پا جاتا ہی اور ہر دل عزیز ہو جاتا ہی حالانکہ
جو کچھ اُس لڑکے نے اُسوقت تک حاصل کیا تھا ہرگز قدر کے لائق نہ تھا اسواسطے کہ کود پھاند
چھوڑنا اور آہستہ رفتار اور نرم گفتار مناسب دستار سے کوئی نتیجہ پیدا نہو سکیگا نری نیک بختی کا
دنیا کے بازار مین کوئی خریدار نہوگا اپنے کو جلیل دوسرے کو ذلیل یا اپنے کو باتوقیر اور دوسرے کو
حقیر سمجھنا ضلالت اور گمراہی ہی بے سمجھے بوجھے ہوے اعتقاد تقلیدی پوجا پاٹ گیان دھیان
نماز روزہ سب نقش بر آب سے زیادہ وقعت نہین رکھتے ہان صرف عادت ڈالنے کے لیے
اور بھی اسواسطے کہ وہ لڑکے اپنے باپ دادون کے مذاہب مین رہ سکین البتہ مفید
سمجھے جا سکتے ہین اور اگر وہ لڑکا نافہم معلم کے پالے پڑا اور معلم صاحب لنگی باندھکر اور تکیہ لگا کر
بھٹی جاجم پر بیٹھے یا گروجی ننگے سر اور ننگے بدن لمبی کاچ نیچے اور سر کی چوٹی اوپر لٹکا کے
اور کملی بچھا کے سنگاسن پر براجے اور خود کمر جھکا کر اور لڑکون کو ہلا کر سبق پڑھانے اور
پڑھنے پر تلے اور جب سبق پڑھا چکے تو کبھی چت کبھی اوندھے لیٹ گئے کبھی سنبھل بیٹھے
کبھی سبق یاد نکرنے پر خفا ہوے جو منہ مین آیا بک اٹھے تو اُس بچہ کا خانۂ علم اور عمل
تباہ ہوا اور جو کچھ اُسنے پالنے والی عورتون کی صحبت مین سیکھا تھا وہ ہر لحظہ اُسکے دماغ مین
پتھر کی لکیر ہونے لگا اور پہلے تو کریلا تھا اب نیم چڑھا اور دنیا بھر کی بد اخلاقیون کا پتلا
بنگیا اور جب اسطرح بارہ تیرہ برس نامناسب تعلیم مین گذرے اور والدین یا دوسرے
اُن صاحبزادون کے بہی خواہون کو اُسی طرح جیسے جاڑون کے دنون مین تمازت آفتاب
دیر مین محسوس ہوتی ہی نامناسب تعلیم کی حس ہوئی اور یقین ہوا کہ ہنوز لڑکے نے جو
اُسکو درکار ہی نہین سیکھا اُسکے قوی شگفتہ نہین ہوے خیالات مین وسعت نہین آئی

فہم مین بلندی نہین آئی عقل پر صیقل نہین ہوئی عزت کا تاج اُسنے نہین رکھا چستی اور
چالاکی کا زیور اور بکتر اُسنے نہین پہنا رحم و کرم کے بازار مین ہنوز اُسکا گذر نہین ہوا جو
راست بازی اور سچائی کے سوداگر ہین اُنکی دُکان تک ابھی نہین دیکھی دلیری کے
دریا مین غوطہ لگانا جانتا ہی نہین محنت اور استقلال کی گاڑی مین جوتا ہی نہین گیا تو
چونکہ بڑے اور لگے اہتمام کرنے مگر اب اُس اہتمام کے لیے اُتنا ہی وقت رکھا جتنا جاڑے کے
دنون مین آفتاب کے غروب کا وقت باقی ہوتا ہو اسواسطے کہ اُس اہتمام کے ساتھ
صاحبزادے کے بیاہ کا ارمان اور بہو کے آنے کا سامان بھی گلے کا ہار ہو جاتا ہی۔

ہرگاہ کسی مذہب و ملت مین کوئی طریقہ پرورش کا مقرر نہین ہی تو مناسب یہ ہی کہ
اطبا کی راے کے موافق بچون کے پلنے کا اہتمام ہو اور لائق اور فائق تجربہ کارون کی
صلاح کے مطابق تعلیم اور تربیت کا انصرام ہو تا کہ بچون کا نشو و نما اچھا ہو تاکہ بانون
اور قوی ظاہری اور باطنی مضبوط ہون سستی اور کاہلی کی راہون سے واقف ہی ہونے پائین
اور وہ روایتین اور حکایتین کہ جنکی سماعت سے حوصلہ پست اور ارادہ سست ہو سکیگا
کانون تک پہونچنے نہ پائین اور کبھی یہ خیال نہ کیا جائے کہ ابھی بچہ کیا کچھ سمجھتا ہی جو اُسکے
آگے زبان بیان روکی جاے سچ ہی کہ بچہ گو نہین بول سکتا مگر سنتا تو ہی اور سنتے ہی سنتے
جس طرح بولنا سیکھتا ہی اُسی طرح جو رطب و یابس باتین اُسکے کانون مین پہونچتی ہین
وہ خزانہ دماغ مین جمع ہوتی جاتی ہین اور جب قوت نطق کی بچہ کو آجائے تو زبانی اچھی
اچھی باتین اور عقائد مذہبی سکھلائے جائین اور جیسے ہی اُسکو سمجھنے کا سلیقہ بہم پہونچے
تو نامی اور معزز مدرسہ مین داخل کیا جاے تاکہ دانشمندون اور تجربہ کار خوش اخلاق اور
نیک کردار معلمون سے تعلیم پائے۔

یہ ممکن نہین ہی کہ بدون دوسرون کی تعلیم کے کوئی تعلیم پا جاسے اور اسواسطے تعلیم کا
معاملہ بہت ہی ضروری ہی اور خبرداری اور حفاظت اور اہتمام جیسا ہر کام کی ابتدا مین لازمی ہی
اُس سے زائد کی تعلیم مین حاجت ہی کیونکہ زندگی کی آسایش کی بنا اُسی پر ہوتی ہی اور تعلیم مین
جو کچھ خرچ ہو اُسکو اسراف سمجھنا غلطی ہی کیا اگر کوئی بیمار ہو تو اُسکے علاج مین جس قدر
خرچ ہو سکتا ہو اور خرچ کرنے کو موجود ہو بیمار کے محافظ اور دوست اور اعزا خرچ نکرینگے
کیا نامی گرامی حکیم سے رجوع نکرینگے زرومال ہوتے ہوے علاج مین غفلت کرینگے
اور بیمار کی جان جانا روا رکھینگے ظاہر ہی کہ ہرگز نہین بلکہ جو کچھ اُنکے پاس ہوگا اور
جہانتک اُنکی فکر اور تدبیر سے مل سکیگا وہ بیمار پر نثار کرینگے پھر کیا یہی حال اُن بچون کا
نہین ہی کہ جنہین عارضہ جہالت کا ہی اور جنکے لیے معجون تعلیم اور ایسے طبیب کی حاجت ہی
جسکو تعلیم کا عمدہ معجون بنانا آتا ہو اور اُس معجون کو بہترین تدبیرون سے استعمال
کرا سکتا ہو۔

اسمین عذر نہین ہی کہ والدین اپنے بچون کو دوست اپنے عزیزون کو وہ سارے
امور جو خود اُنکے خیالات مین نیک اور محمود ہوتے ہین سکھلاتے ہین اور یا لفرو اچھے
کامون کے کرنے پر رغبت دلاتے ہین اور جن امور کو اپنی سمجھ کے موافق ناروا اور دُور
از صواب سمجھتے ہین پرہیز کراتے ہین مگر ساتھ ہی اُن والدین اور دوستون مین اکثر
ایسے بھی تو ہین کہ جو اپنے معائب پر مطلع نہین ہوتے یا کسی وقت مین اُنکے پہلے جیسے اچھے
امور بھلے تھے مگر زمانہ حال نے اُنکو بُرے ٹھہرا دیے یا کسی زمانہ کے اعتبار سے جو افعال
نامناسب سمجھے جاتے تھے وہ مناسب قرار پا گئے ہین یا آنکہ افعال کی بھلائی اور بُرائی ہی
خود تو بوجوہ مطلع ہین مگر اُنکے ترک اور اختیار پر خود قادر نہین ہین تو اُنکا رغبت یا

کراہت ولانا کب مفید اور موثر ہوسکتا ہی اور اسلیے بلالحاظ آنکے اقوال کے خود آنکے افعال کی تقلید بچے کرکے اپنی ذات مین اپنے والدین یا محافظون اور ولیون کے محاسن یا معائب پیدا کرلیتے ہین اگر والدین اپنے لڑکون کو تو یہ نصیحت روزمرہ کرین کہ قبل طلوع آفتاب اُٹھو حق تعالی کی عبادت کرو صبح کا سونا ناروا ہی اور خلاف ارشاد کے خود بعد طلوع آفتاب سوئین عبادت نکرین تو کیا یہ بعید ہی کہ وہ لڑکے اپنے والدین کے پند و نصایح زبانی کو بے اصل سمجھ کر اور آنکے افعال بدیہی کی تقلید کرین کیا وہی کیڑے جو ہری گھاس اور سرسبز پتون پر ہرے ہرے نظر آتے ہین سوکھی گھاس اور خاک پر میلے رنگ کے نہین نظر آتے بہرحال یہ سمجھ لینا کہ جو تعلیم بذریعۂ معلم لائق ہوسکتی ہی گھر مین یا خود والدین اور دوستون یا نیم معلم سے ممکن ہی بڑی غلطی ہی اور ویسی ہی خطا ہی جیسے کسی مریض کا علاج ناسمجھ معالج سے کرایا جاے اور جسکی اصلاح دشوار ہو چنانچہ مشہور ہی نیم حکیم خطرۂ جان و نیم ملا خطرۂ ایمان-

معلمون اور مدرسون پر فرض ہی کہ اپنے شاگردون کو یہی سبق کہ ؎

چو شمع از پے علم باید گداخت	کہ بے علم نتوان خدا را شناخت

ایسا نہ پڑھائین کہ وہ خود اپنے کو بھول جائین اور بے خدا کے پہچانے شمع کی طرح گھل کر نکمے ہوجائین بلکہ آنکو لازم ہی کہ پڑھنے لکھنے کی مشقت کے ساتھ اپنے شاگردون کو کھیل کود مین بھی مصروف رکھین دوڑنے پھاندنے پیرنے کی بھی یاد دلائین اور ورزش کرنے کی ترغیب دین تاکہ آنکے اعضا بیکار نہون بدن مین پھرتی اور چستی قائم رہے اسواسطے کہ یہ ضرور نہین ہی کہ آنکے سب شاگرد شاعر یا منشی ہی ہون یا ریاضی اور ہیئت یا ہندسہ و منطق کے فاضل نامے یا محدث اور فقیہ یا عابد و زاہد ہونے کی لیاقت حاصل کرین

بلکہ دھیان رکھین کہ اُنھین باوجود علم وفضل بہادر جرّار غیر فرار شجاع سپاہی بھی ہو سکین
مدرسون اور مکتبون مین کتابون کا پڑھنا اور ساری قوت بصارت کو حرفون کے
نذر کرنا اور آنکے مطالب پر خوض وغور کرکے نتائج نکالنا بیشک وہی لطف دیتا ہی کہ
جو لہلہاتے تروتازہ باغ کے نظارہ سے روح کو ہوتا ہی مگر کیا کوئی باغ مین جا کر بیٹھ رہے
اور درختون اور پھولون کی تروتازگی اور پھلون کی شادابی اور آنکے پتّون اور گھاس کی
سبزی پر اپنے کو وقف کر دے تو شک نہین ہی کہ وہی روح جو باغ کو دیکھ کر خوش ہوتی تھی
بیزار ہو جائیگی اور انجام کو روح کی پژمردگی ہاتھ پانٔون اور دماغ کو نکما کر دیگی جنھون نے
کبھی کسی محنت اور تعب کے بعد باغ مین قدم رکھا ہی اور جو لطف آنکو گلگشت باغ سے
ملا ہی وہ شہادت کامل دے سکینگے کہ وہ مسرت جو آنکو محنت کرکے باغ کی سیر سے ہوئی
کس درجہ اُس خوشی سے زیادہ تھی جو بلا محنت داخلہ چمن سے ہوئی تھی اور اسی لیے
ضرور ہی کہ ہاتھ پانٔون اور دیگر اعضا جس کام کے لیے موضوع ہین وہ اپنے
کامون مین مصروف رہین ورنہ وہ نکمے ہو جائینگے اور یہ کہ کر شاکی ہونگے۔ ؎

ترک یاران کردہ ای بیوفا یار این کند	دل ز پیمان بر گرفتی ہیچ دلدار این کند
ترک ما کردی و کردی دشمنی با دوستان	شرم بادت این عملہا یار با یار این کند

اگر بچون کو مکتب اور مدرسون مین داخل کرکے یکبارگی لکھنے پڑھنے کی تاکید
اکید کی جائے تو وہ اس بوجھ مین دب کے ہاتھ پانٔون اور دیگر اعضا مین نقصان
پیدا کر لینگے اور وہ دباؤ آنکے اعضا کے نکما کرنے کے لیے پورا شکنجہ ہوگا گردن ادھر
جھک جائیگی اور نگاہ برباد ہوگی اور اسکی بہت احتیاط چاہیے کہ پڑھنے لکھنے کا بوجھ
اس خوبی سے ڈالا جاے کہ اُنکے اعضا اور ہاتھ پانٔون رگ اور پٹھون مین روز افزون

قوت آئے اور یقین کیا جائے کہ جون جون اُنکے اعضاے ظاہری علمی تحریک کے ساتھ ساتھ قوی ہونگے وَیسے وَیسے قواے باطنی بھی مضبوط ہوکر پڑھنے پر خود متوجہ ہونگے اور صحیح خیالات کے مبدا بنینگے لیکن اس گزارش کا یہ بھی مقصد نہین ہے کہ محنت جسمی کی تکلیف شاگردون کو یہانتک دیجائے کہ محنت روحی سے وہ نابلد ہوجائین اور انجام جہالت ہو۔

لائق اعزاز اور امتیاز وہ والدین ہین جو اپنی اولاد کی تعلیم مین جہانتک خرچ کرسکتے ہون خرچ کرنا فضول نہین جانتے اور عمدہ تعلیم اور تربیت مین دل سے کوشش کرتے ہین اور مال کو نثار کرتے ہین اور لائق معلمون اور مدرسون سے اپنے پارہ ہاے جگر کی تعلیم اور تدریس چاہتے ہین اور اسپر یقین کرتے ہین کہ تعلیم اور تربیت سے صرف لکھنا پڑھنا ہی سکھلا دینا مقصود نہین ہے بلکہ تعلیم و تربیت سے مراد یہ ہے کہ بچون کے دلون مین سعی اور کوشش کے بیج بو جائین اور اُنکو اسکا پورا یقین ہوجائے کہ جب علم کی روشنی سے اُنکے قندیل دل منور ہوجائینگے تو اُنکو اپنی تعلیم آپ کرنی پڑیگی اور اسلیے بدون دوسرے کے سہارے کے چلنا سیکھین اور دیوارون کا پکڑکر چلنا چھوڑتے جائین اور لائق اور فائق معلمون کا بھی یہی فرض ہے کہ اپنے شاگردون کے دلون کو اُبھارین اور تھوڑا سکھلا کے اُنھین کو مجبور کرین کہ بہت سا خود سیکھین اور جب وہ علم کی روشنی مین اسی طرح جس طرح ڈیڑھ برس کا بچہ اپنے پاؤن سے چلنے کا ارادہ کرکے کبھی کھڑا ہوتا ہے کبھی چلتا ہے کبھی گرپڑتا ہے چلنے کا قصد کرین یا چل نکلین تو پھر اُنکی ہر ایک چال او اُٹھ بیٹھ سے مزاحمت نکرین تاکہ اُنکو اپنی عقل پر بھی بھروسہ کرنے کی عادت پڑے اگر ابتدا مین اسکا خیال نہ کیا جاے اور لڑکون کو

سو شمع اپنی راے پر بھروسہ کرنے کا نہ دیا جاے تو ضرور ہی کہ اُنکی قوت خیالیہ پست ہوجاے
اور خیالات کی آپیچ اور اُمنگ شہوصاحبزادون کے ہر فعل مین روک اور مزاحمت اور
ہر کام مین نصیحت اور فضیحت کا استعمال اگر ہوا کرے تو اُنکی عقل اندھی نہین تو دھندلا
ضرور جائیگی اور وہ ناچار ہونگے کہ اندھون کے مانند جو ہر قدم پر لاٹھی یا رہنما کا سہارا
ڈھونڈھتا ہی بچپنے ہی سے کسی ناصح کا ساتھ ڈھونڈھا کرین اور جب ابتدا سے یہ عادت
ہوگی تو قابل اور فاضل ہوکر بھی اُسی سہارے کے محتاج رہینگے اور جو امور خود اُنکو جوان
ہوکر سیکھنا چاہیے آپ نہ سیکھ سکینگے۔

جہان والدین خود غافل ہین یا عزیزون کو اپنے پیارون کی فکر نہین ہی یا اُنکو
خود نیک و بد مین امتیاز تو تھا مگر رسمًا یا مجبورًا کسی طریقۂ نامحمود کے پیرو تھے یا غلطی اور
غفلت سے لڑکون کو ایسی صحبت مین جانے دیا کہ جہان غفلت کی شراب پلائی جاتی تھی
اور جہالت کا ساغر چلتا تھا تو ضرور ہی اُنکی اولاد اُنکے دوست اُسی صحبت کے مقلد ہوجاتے ہین
اور مصداق اسکے ؎

رفیق اہل غفلت عاقبت از کار می ماند	چو یک پا خفت پاے دیگر از رفتار می ماند

ویسے ہی خود بھی غافل اور جاہل بنجائین اور اپنی عمر اکارت کرین زندگی کے
انفاس کی قدر و قیمت کو طاق نسیان پر رکھین اور اُسی جماعت مین شامل ہوجائین
جو یہ سوال کرتے ہین کہ آخر وہ بھی تو آدمی ہی ہین کہ جنھون نے وقت کی قدر چھوڑدی ہی

یہ امر مسلم ہی کہ جتنے امور مقرون بصواب ہین وہ ظاہر طور سکھلائے جاتے ہین
اور ایک کو دوسرا بلا اخفا یا اعلان سکھلاتا ہی اور ہر ایک کشادہ پیشانی سے سیکھتا ہی
مگر جس قدر دنیا مین معائب شمار ہوسکتے ہین وہ خفیہ طور سے سیکھے جاتے ہین اور

نہ تو سیکھنے والا اُنکے سیکھنے کا ارادہ کرتا ہی اور نہ کوئی حقیقت مین اُنکو سکھلاتا ہی مگر خود بخود رفتہ رفتہ آہستہ آہستہ تقلیداً انسان کی ذات مین مجتمع ہوتے جاتے ہین اور تقلید لغت مین پیروی کرنے کو کہتے ہین ہر انسان مین تقلید کا مادہ فطری ہی چنانچہ بچے جو زبان کانون سے سنتے ہین اُسکو مادۂ تقلیدی کی وجہ سے بولنے لگتے ہین کوئی بھی لڑکون کو نہین سکھلاتا کہ کیونکر کھاؤ اور کس طرح کا کپڑا پہنو مگر دیکھ دیکھ کر کوئی بچہ اپنے مان باپ اور ہم صحبت کی پیروی مین ہاتھ سے کھاتا ہی اور کوئی اپنے صحبت والون کی دیکھا دیکھی چمچہ سے چکھتا ہی علیٰ ہذا بچے جس طرح چلتے ہوے دیکھتے ہین اُسی چال پر اپنے قدم بھی اُٹھاتے ہین اور اسی سے ثابت ہوتا ہی کہ جس قدر بچے آنکھون سے دیکھ سکتے ہین اُسی قدر کانون کی راہ سے سیکھنا ناممکن ہی اور صداقت اس ثبوت کی شنیدہ کی بود مانند دیدہ کی مثل سے ہوتی ہی غرضکہ بچے جو کچھ دوسرے کو کرتے دیکھتے ہین بدون امتیاز کے کہ درحقیقت وہ فعل اچھا ہی یا بُرا مفید ہی یا مضر عمل مین لاتے ہین اور جب وہی افعال اُنکے معمول ہو جاتے ہین تو قوت امتیازیہ کو معطل اور بیکار کر دیتے ہین جھوٹھ بولنا - چوری کرنا - دغا کرنا وغیرہ گناہ کون کہہ سکتا ہی کہ گناہ نہین ہی مگر اُنکو کوئی نہ کسی کو سکھلاتا ہی اور نہ کوئی مدرسہ سیکھنے اور سکھانے کا ہو سکتا ہی مگر دیکھا دیکھی اور جھوٹون اور چورون اور دغابازون کی صحبت یا اُنکی بات چیت اور طریق روش دیکھنے سے ابتدا مین بے سمجھی سے گناہ گرہ بندھ جاتے ہین اور آخر کو قوت امتیازیہ اور انفعالیہ یہانتک ضائع ہو جاتی ہی کہ گناہگارون کو انواع و اقسام کی سزا پاتے ہوے بھی کچھ گناہون کو اپنے مفید سمجھ کر نہین چھوڑتے اور جس طرح گناہ انسان سیکھ لیتا ہی اور پھر نہین چھوڑتا اُسی طرح اور بھی افعال جو بظاہر نہین معلوم ہوتے خود بخود تعلیم ہو جاتے ہین اور چاہے اُنکی بُرائی ثابت بھی ہو الا بوجہ عادت ضد اور ہٹ سے دلائل اُنکی خوبی کے بھی

گبڑ جاتے ہین اور اسی لیے ضرور ہی کہ بچون کے مان باپ اعزا اور معلمون و محافظون
اور دوستون کے افعال اچھے ہون ورنہ تعلیم اور تربیت ہرگز اچھی نہین ہو سکتی بھلا
جس لڑکے نے اپنے بچپنے ہی سے یہ سُنا ہی کہ ڈائن کلیجہ کھا جاتی ہی جادو سے آدمی مر جاتا ہی
اور پھر بڑے ہو کر بھی اُسکی تصدیق اپنے ہم صحبت سے پائی ہو تو پھر کس عاقل کے سمجھانے سے
اُسکے ذہن مین آ سکیگا کہ ڈائن اور جادو کی کچھ اصل نہین ہی غرضکہ باور کرنا چاہیے
کہ ادنی ادنی باتین جنکی کچھ وقعت نہین ہی اور جنکو کہنے والے بے اصل سمجھتے ہین اور وہ
افعال جو محض لغو ہوتے ہین اُنکا لڑکون پر بڑا اثر ہوتا ہی اور بچپن مین جھوٹی جھوٹی باتین
جو وہ سنتے ہین اور معیوب فعل جو انکی آنکھون کے سامنے ہوا کرتے ہین وہی اُنکے جوان ہونے پر
بہت بُرے نتیجے پیدا کرتے ہین اور اسلیے ضرور ہی کہ بچون کو ہمیشہ ایسے افعال دکھلائے جائین جو معصیت سے
پاک ہون اور ایسے خیالات اُنکے دلون مین بھرے جائین جو ستھرے اور مفید ہون اور اُنکے
سامنے وہی الفاظ بولے جائین جو کام کے ہون —

ہرگاہ یہ امر صحیح ہی کہ فطرت انسانی مین خاصۂ تقلید کا ہی اور قوت آخذہ ہی اور
بدون تعلیم کے بھی اپنی اُنھین قوتون سے اکثر آدمیون کے افعال کا سیکھ لینا ممکن ہی اسواسطے
جہان بچون کو بچپن سے اور تعلیم اور تربیت کیجاے وہان اسکا بھی لحاظ رہے کہ جو امور
اور افعال بلا تعلیم وہ اختیار کرتے جائین اُسکی بابت اُنسے بحث کیجاے کہ کیون اُنھون نے
اُس فعل کو اختیار کیا اور اُس بحث کے ساتھ احتیاط رہے کہ مادہ معقولیت اور انفعال
اور امتیاز کا اُنمین بڑھتا جاے اور کج بحثی اور ہٹ دھرمی اُنکی مرورسی نہ ہو جائین تاکہ
خود اپنی تعلیم کے وقت اُنکے ذہن اور دماغ تعصبات سے بری ہون اور اچھی طرح امتیاز
کر سکین کہ دنیا مین جو مختلف خیالات کے انسان ہین اُنمین سے کس کے خیال

صحیح ہین اور کن کے ناقص اور کن کے نکمے اور شاید کسی کو اسمین عذر ہوگا کہ جو انسان
اپنے کو مہذب اور مودب کیا چاہتا ہو اُسکو اپنی تعلیم آخر خود ہی کرنی لابد ہوگی شیخ
سعدی سے ناصح نے کہا ہو کہ ادب مین نے بے ادبون سے سیکھا ہو اور کون بحث کریگا
کہ جو معائب بُرے آدمیون کی تقلید سے آدمی کی طبیعت مین جم جاتے ہین وہ اُن
انسانون کے دلون سے بدون اسکے کہ وہ خود اپنے آپ معلم ہون نکل سکتے ہین اور
اسواسطے اپنی تعلیم آپ کرنا اور اپنے بگڑے ہوے کامون کو خود ہی سنوارنا لازم ہوگا۔
دنیا مین اگر کوئی ایسا دعویدار ہو کہ اُسنے ابتدا سے اپنی تعلیم آپ کرلی ہو تو ہر کوئی
کہیگا کہ اُسکا دعوی راستی سے خالی اور شیخی پر مبنی ہو۔ یہ سچ ہو کہ انسان مین قدرتی
مادہ ہو کہ وہ تقلید سے اپنی آپ تعلیم کرے مگر وہ مادہ بدون دوسرے کی تعلیم کے
ایسا ہو جیسے پتھر مین تصویر چھپی ہوتی ہو اور وہ نظر نہین آسکتی جبتک آذر سا سنگتراش
اُس پتھر سے اُس مورت کو نکال کر فاش نکرے یون ہی اگرچہ انسان مین سننے اور
بولنے اور سمجھنے کا مادہ ہو تو بھی اُسکے آگے کوئی نہ بولے اور بولیان اُسکے کان مین
راہ نہ پائین تو کہان ممکن ہو کہ وہ بولنے لگے اور اسلیے دوسرون کی تعلیم کا طریقہ
ابتدائً لازمی ہو مگر مبارک وہ انسان ہین جو دوسرون سے تعلیم پاکر مستغنی نہین ہوتے
اور اپنی تعلیم کی آپ فکر کرتے ہین۔

جن لڑکون نے عمدہ تعلیم پائی ہو اور جنکے قلوب مین یہ کوٹ کوٹ کر بھر دیا گیا ہو
کہ دنیا کے ہرے بھرے باغ کو اُنھین اپنی ہی آنکھ سے دیکھنا ہو اور اُسکی خوش نما اور
ہموار پٹریون پر جنکو اُسکے آراستہ کرنے والے سنوار چکے ہین اور جنکے دونون طرف
طرح بہ طرح کے پھول کھل رہے ہین اور قسم بہ قسم کی بیلین پھیلی اور لٹکی ہوئی ہین اور

فراز سے چھپٹ رہے ہین چلنا ہو اور اُسی سے اپنی زندگی کے ما یحتاج راستی اور دیانت اور
خوش معاملگی سے لینا ہو اور اُن نشیب و فراز سے جنکی طرف مالیون کا گذر نہین ہوا اور جنھون
جنکے راستے نپنے کو باقی ہین اور جہان خودرو درختون سے اندھیرا چھایا ہوا ہو اور کانٹون
اور جھالیون سے زمین ڈھکی ہو اور خیانت اور مکاری اور دغابازی اور جھوٹ اور غرور کے
درندے اور گزندے چھپے ہوے اور گھات مین لگے ہوے ہین بچنا ہو وہ بالضرور اپنی ہی
آنکھون سے دیکھینگے اور خبرداری کرکے بیدار رہنا کے حتی المقدور چلنے کی سعی کرینگے اور
اُن ہونہار نوجوانون کے ذہن مین جسوقت ایسا دھیان راسخ ہوا کہ وقت کا ضائع
کرنا درحقیقت زندگی کا خون کرنا ہو یا کند چھری سے طائر حیات کو ذبح کرنا ہو تو شک
نہین ہو کہ ہر لحظہ اُنکا جی چاہیگا کہ زندگی کے ہر ایک پل کو عزیز رکھین اور بیکار ہونے دین
اور جب ایسی خواہش دل مین پیدا ہوگی تو چونکہ نفس خود بصیر ہو اور نیک و بد گناہ
و ثواب دوست و دشمن سود و زیان کو اچھی طرح پہچان سکتا ہو لہذا نیک اور مفید
کامون کی اُپچ اور اُمنگ ہوگی اور وہی نفس بتلائیگا کہ عبادت کروگے تو عقبیٰ مین
اپنے پروردگار کے فرمانبردار ہوکر رستگار ہوگے اگر تحصیل علم کروگے تو وہ عبادت
حق تعالیٰ پر زیادہ رغبت دلائیگی اور اُس سے بے انتہا فوائد اُٹھاؤگے اور اُس علم کے
ذریعہ سے جو کچھ کروگے اُسکا ایسا معاوضہ پاؤگے جو خورد و نوش لباس و مکان و سامان
آسایش زندگی ہی کے لیے کافی نہو بلکہ اپنی احتیاجون کے سوا دوسرے
اپنے عزیزون دوستون اپنی قوم اور نوع کو بھی فائدے پہونچین یا اُسی علم کے ذریعہ سے
اپنے تزکیہ نفس کے سوا اور اپنے ہمجنسون کے لیے فوائد ایجاد کرسکو یا کوئی اور تدابیر
مفید سوچوگے یا کسی خاص وقت مین ریاضت کروگے جو بدن مین قوت دے اور صحت

وسلامت کے لیے مفید ہو یا کوئی ایسا فعل خاص کروگے جس سے دل کو خوشی دماغ کو تازگی ہو
تاکہ دوسرے وقت اُس دل خوش اور دماغ تازہ سے افعال سودمند سرزد ہو سکین غرضکہ
نیک کامون کی ابتدا کرنے کو نفس سوجھائیگا اور جیسے ہی وہ نیک کام سوجھا تو اُسکے
انجام کی دھن ہو جائیگی کہ خوش اسلوبی سے اُسکی ابتدا کرکے انجام کو پہونچا یئن —

سا بظاہر اپنا معلم آپ بننا اور اپنی تعلیم آپ کرنا مشکل سا معلوم ہوتا ہے مگر حقیقت مین
محال نہین ہے اور ضروری ہے اسواسطے کہ پہلی تعلیم جو دوسرون کے ذریعہ سے ہوئی وہ
ابتدائی تعلیم تھی اور اسی طرح کی تھی کہ جس طرح بچون کو حروف سکھلائے جاتے ہین
اور انھین حرفون سے الفاظ اور جملے بنانے کی ترکیب سمجھائی جاتی ہے اور جب وہ حروف
پہچان کر اور جملہ بنا کر عبارت پڑھنے لگتے ہین اور عبارت کے سمجھنے کا سلیقہ بہم پہونچا لیتے ہین
تو اُستاد کی محنت کم ہو جاتی ہے اور سیکھنے والے کو تھوڑی ہی مشق مین عبارت پڑھنے کے
لیے اُستاد کی حاجت نہین رہتی اور اپنی تعلیم آپ کرنا انتہائی تعلیم ہے جسکے حاصل کرنے کا
زمانہ اختتام عمر پر تمام ہوتا ہے اور ابتدا اُسوقت سے ہوتی ہے کہ جب دوسرون کی تعلیم کے
میدان سے اُنیس بیس برس کی عمر مین مظفر اور کامیاب ہو کر نوجوان طالب کامیابی
اور خواہشمند بزرگی اور برتری اپنے گوشۂ تنہائی مین کتابون کو اپنا دوست بناتا ہے
اور جب اُنکی سیر سے سیر ہوتا ہے تو لائق دوستون ناطق سے ملتا ہے اور اُن دوستون کی
باتون کو اُن بولتے ہوے مصبتون کے اخلاق کو اُس اخلاق سے جو کتابون مین پڑھا ہے
مقابلہ کرتا جاتا ہے اور تب اُسکے ذہن مین آتا ہے کہ دنیا ایک بڑا مدرسہ ہے اور اُس
مدرسہ مین جسکا اور چھور نظر نہین آتا بہت سے نکمے اور سست غافل بیکار ہین جنسے
پرہیز لازم ہے اور بہت سے محنت کرنے والے صاحبان خلق وتہذیب باہمت جوانمرد

مستقل جزو درس غیر معروف نیک رویہ و دیانت دار طلاب ہین پھر انکی ملاقات اور انکی گفتگو سے
دل بھر جاتا ہے تو خاموش بزرگون کی کتابون مین شبیہ مبارک اور سوانح عمری کو پڑھتا ہے
جنھون نے فرمایا ہے ؎

در بیابان طلب راہبرے نیست مرا	سر پرواز بیال دگرے نیست مرا

اور تب مطمئن ہوتا ہے کہ ایسے ہی فرمانے والے اولی العزم بہت سے زمانہ مین
گذرے اور موجود ہین —

اپنی تعلیم آپ کرنے والے کی اگر چشم بینا اور گوش شنوا ہے تو وہ صاحبان ارادہ و
اخلاق اور تہذیب کی تقلید کریگا مگر ہوسکتا ہے کہ اُسکی نگاہ مین دنیا مین وہ لوگ جو
ہنوز بذاتہ موجود ہین یا جنکے نام اور حالات کتابون مین پائے جائین یکسان خیالات
یکسان اخلاق کے نہ ملین یا خود انکے احوال مین جو ممدوح اور موصوف ہون اختلاف ہو
تو البتہ اُن اسباب سے یہ دقت پیش آئیگی کہ آیا اُسکا امتیاز صحیح ہوسکیگا یا غلط او کھوٹا
کھرا اچھا برا پہچاننے پر وہ قادر ہو چکا ہے یا نہین مگر تھوڑے صبر اور استقلال سے اُسکی
پرکھ کو قوت ہوگی اسواسطے کہ جیسا وہ عیب اور صواب کا پرکھنا چاہتا ہے اور بھی سبب
اُسکو ملینگے اور اُسکی امتیاز کے ساتھ ساتھ جب وہ خود بھی اپنی شناخت کو کام مین لائیگا
اور بالاتفاق جنپر شبہ لگ سکے وہ برے ٹھہر جائینگے اور تب بعد چھان بین دشوار نہوگا کہ
بُرون سے دوری اور نیکون سے نزدیکی اختیار کرے اور انھین کی تقلید پر کمر باندھے
اور آخر کو اپنا آپ اُستاد ہوجائے —

بعد تعلیم ابتدائی کے ہر شخص کو اپنی تعلیم آپ کرنا لابد ہے اور ہر شخص کو سمجھنا چاہئے
کہ والدین اور معلمون کا فرض تعلیم اُسی وقت تک تھا جبتک وہ ناسمجھ تھے اور عقل

خام رکھتے تھے اور اس فرض کو وہ پورا کر چکے اور اب وہ زمانہ ہے کہ اسکی گردن سے اسکے آبا اور اجداد نے اپنی تقلید کے پھندے نکال لیے اور اسکو خود اختیار دیا ہے کہ دانشمندوں اور روشن ضمیروں کا مقلد بنے اور انھین کے اقوال اور افعال کی پیروی کرے اور جو عقلا زندہ ہین انکی ذات یا جو دنیا سے گذر گئے یا وہ ہین انکے صفات کی صحبت اختیار کرکے ویسے ہی ہونے کی پیروی کرے اور کچھ شک نہین ہے کہ نیک اور عاقلون کی صحبت سے اپنا معلم خود وہ ہو جائیگا۔ کون ہے جو صحبت کے نیک اور بد اثر کا انکار کرے اور ان اشعار کی تردید کر سکے۔

گلے خوشبوئے در حمام روزے — رسید از دست محبوبے بدستم
بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری — کہ از بوئے دلاویز تو مستم
بگفتا من گل ناچیز بودم — ولیکن مدتے با گل نشستم
جمال ہمنشین در من اثر کرد — وگرنہ من ہمان خاکم کہ ہستم

ایضاً

بہ عنبر فروشان اگر بگذری — شود جامۂ تو ہمہ عنبری
اگر تو شوی نزد انگشت گر — از و جز سیاہی نیابی دگر

اور ایک تھوڑے سے فہم کا آدمی اسکو سمجھ سکتا ہے کہ جو کچھ اسکو آیا ہے اُسمین اُسنے کس قدر دوسرون کے ذریعہ سے سیکھا ہے اور کس قدر آپ حاصل کیا ہے اور باوجود اسکے اگر وہ یاد نہ رکھے کہ اپنا معلم اب آپ وہ خود ہے تو جو کچھ دوسرون سے اُسنے سیکھا ہے اُسکو بھی وہ نکما کرتا ہے اور اگر اُسمین یہ وصف نہین ہے کہ جو کچھ اُسکی رائے مین اچھا یا برا ٹھہر چکا ہے اُسکی برائی بھلائی کے ثبوت پر بدل سکے تو اچھا

تعلیم مین وہ قاصر رہیگا اسواسطے کہ اپنے آپ معلم بننے کے لیے اسکی بھی ضرورت ہو کہ جو کچھ اُسکی رائے مین اچھا یا برا قرار پا گیا ہو آئندہ کو جو اچھا سمجھا ہوا امر برا منتج ہو اُسکو فوراً کھوٹے روپیہ کی طرح اپنے ذہن کی جیب سے نکال پھینکے اور جن امور کو وہ برا سمجھا تھا اگر اُنکے محاسن ثابت ہو جائین تو اُسکو جان کی طرح عزیز کرے اور اُسکو باور کر لے کہ ہر مکلف اپنے ہی اقوال اور افعال کا ہر ایک شریعت اور آئین صحبت کے موافق ذمہ دار اور جوابدہ ہو۔

باب سوم

الٰہی شوخی برق تجلی دہ زبانم را	قبول خاطر موسیٰ نگاہان کن زبانم را

(جب وقت کی قدر سکھا دیجائے اور قدر دانی آجائے تو انسان سب کچھ کر سکتا ہو)

اس دعوی مین کہ انسان سب کچھ کر سکتا ہو یہ ہرگز ہرگز شامل نہین ہو کہ انسان کے حیطۂ قدرت مین وہ امور بھی ہین جنکا اُسکو قانون قدرت نے اختیار نہین دیا مگر وہانتک ضرور انسان کر سکتا ہو جہانتک وہ مجاز کیا گیا ہو اور کچھ شک نہین ہو کہ انسان خاکی بنیان کو وہ مرتبہ اور اقتدار حاصل ہوا ہو جو سرکار واہب حقیقی سے کسی کو نہین ملا انسان ہی کو یہ عزت ملی کہ فرشتون نے سجدہ کیا انسان ہی نے یہ حوصلہ کیا کہ حق تعالیٰ کو بے پردہ دیکھے انسان ہی زمین سے آسمان پر زندہ پہونچے انسان ہی نے بہت سے اسرار مخفی دریافت کیے انسان ہی زمین کے اندر زندہ گئے اور مظفر اور منصور ابھرے انسان ہی نے بحر و بر مین سفر کیا انسان ہی نے تمام مخلوقات پر سلطنت اور حکومت کی انسان ہی اپنے قد و قامت ورا و طاقت سے بڑھکر کام کر سکتا ہو غرضکہ انسان کو جو شرف حاصل ہو اُسکا انکار بجز شیطان کے

اور نہین کر سکتا لہذا اس دعوی کی صحت مین کہ بعد خدا جو کچھ کر سکتا ہے وہ انسان ہی ہے
حوصلہ ہی کچھ شک اور شبہ نہین ہو سکتا مگر ساتھ ہی اُس فضل و شرف کے انسان
ابتدا ہی سے محتاج اعانت و امداد خود اپنی نوع اور غیر نوع کا ہی اور روز پیدایش سے
تا مرگ انواع و اقسام کی ضرورتون مین مبتلا ہوتا ہی جانورون کے بچے پیدا ہوتے ہی
اپنے پاؤن چلتے ہین اپنی ماؤن کو پہچانتے ہین اور جلد انھین قوت آجاتی ہی اور
چر چگ سکتے ہین خلاف اُنکے انسان کے بچے پیدا ہو کر کروٹ تک نہین لے سکتے
عرصہ تک بجز دودھ کے کچھ کھا نہین سکتے بہت دیر کے بعد طاقت رفتار اور گفتار کی
آتی ہی اور ایسے ہی وجوہات سے انسان مستحق اُس شرف کا تھا جو اُسکو واہب حقیقی نے
مخصوص عطا کیا اور دوسری مخلوقات کو اُس عطیہ سے مستغنی کر کے خود اُنکی ذات مین
اُنکی آسایش کے سامان مہیا کر دیے اور اُنکی حاجتون کو مختصر کیا تا کہ وہ ہر طور سے بلا
اعانت اپنی نوع کے صرف اپنی ہی ذات کی محنت سے اپنی زندگی قایم رکھین جانورون کو
تھوڑی ہی چل پھر سے غذا میسر ہوتی ہی جہان جاڑا پڑتا ہی وہان کے جانورون کو بڑے بڑے
گنجھن بال و پر ملے تا سردی اور بارش سے مامون ہون دھوپ کے ضرر سے اُنکے
بدن کو محفوظ کیا انسان کے ذمہ ہوا کہ اپنے کو سردی و گرمی و بارش سے بچائے اور خود
سعی و جستجو کرے اور دوسرے اپنے بھائی بندون اور مخلوقات سے اعانت چاہے ایسلیے
سلیقہ سعی اور جستجو کا اُسمین رکھا گیا کہ وہ سب کچھ کر سکے - ہان یہ سچ ہی کہ بعض مدارج
اور مراتب خاص ہین جو مخصوص انسانون نے حاصل کیے اور اُنکا اکتساب عالم انسان
نہین کر سکتے سو اُنکو چھوڑ کے انسان سب کچھ کر سکتا ہی لیکن وہ کر سکنا وابستہ
بہ عقل ہی جو ہر انسان مین موجود ہی مگر وہ خود انسان کے بعضی خاصیتون سے معطل

ہو جاتی ہی اور کبھی خود بخود مشتعل ہوتی ہی اور اسواسطے پہلے اُن خاصون کا سمجھنا کرنا ضرور ہی جن خاصون سے عقل روشن اور بکار آمد ہوتی ہی وہ علم ہی جو عقل کو صیقل کرتا ہی اور جس سے عقل مجلا اور روشن ہوتی ہی لیکن اس قبول کرنے کے پہلے تنقیح طلب یہ ہی کہ علم افضل ہی یا عقل اور عقل مقدم ہی یا علم اور بظاہر یہ مسئلہ پیچیدہ ہی اسواسطے کہ انسان مین عقل مادی ہی اور علم اکتسابی عقل انسان کی فطرت مین داخل ہی اور علم انسان کی پیدایش مین شامل نہین ہی عقل اگر قدیم نہوتی تو علم کیونکر حاصل ہوتا اسکا انجام کو یہ فیصلہ قبول کرنا لازم آتا ہی کہ عقل قدیم ہی اور وہی مایہ فضل و شرف انسان ہی اور عقل ہی وہ آلہ ہی جسنے علم کو حاصل کیا اور علم کا معلم اول حق تعالی ہی اور گو عقل بہت ہی عمدہ مادہ اور مایۂ شرف ہی مگر بے علم کے اُس سے صرف کاد ہاے محدود ہو سکتے ہین مگر جب علم سے وہ مانجھ دیجاے تو غیر محدود کام کرنے کے قابل ہو جاتی ہی

پانون پر زور دیکر کھڑے ہو جانا اور جہانتک نظر آسکے اور آنکھ کام دیسکے چلنا بروے فطرت ممکن ہی اور چلتے چلتے جب ایک دریا نظر آئے اور اُسمین پانون ڈالنے سے یہ معلوم ہو کہ خلاف زمین کے پانون نیچے ہی کو چلا جاتا ہی تو عقل فطری آسپر چلنے سے روک دیگی لیکن جو دریا حائل نہوا تو چلنے والا چلا تو جائیگا مگر یہ اُسکو معلوم نہوگا کہ کہان جاتا ہی ہان یہ شاید ہو سکے کہ جہان چاہے رک جائے اور جہان سے چلا تھا وہین پلٹ آئے اسواسطے کہ جسقدر راہ اُسنے خود طی کی تھی وہ خود اُسکا ذاتی علم ہو گیا تھا اور خود چل کر اپنا آپ معلم وہ بنگیا تھا مگر دریا کے عبور کرنے اور اس کے دریافت کرنے مین کہ چلنے والا چلتے چلتے کہان پہونچیگا عقل محتاج جانے کی ہوگی جسکو علم کہتے ہین اور بتانے والے یعنے معلم کی متلاشی ہوگی اور اگر ذرا سا بھی اسکو سکھلانے والا

بلکیا اور اُسکی تعلیم پر یقین ہوگیا تو پھر بیڑا پار ہوجائیگا اسلیے عقل اور علم اور یقین کی
ترکیب سے جو معجون تیار ہوتی ہے اُسی کو مایۂ شرف انسانی ماننا لازم ہے مجرد عقل مجرد علم
مجرد یقین اتنا ہی کام دیسکتے ہین کہ جتنا کوئلہ گندھک شورہ علیحدہ علیحدہ لیکن جب کوئی
جاننے والا ہو اور کوئلہ اور گندھک اور شورے کو بقدر مناسب پیس کر ملائے تو بارود انہین
تینون چیزون سے بنجاتی ہے تو بھی وہ کام مین نہین آسکتی جبتک آگ بھی نہو اور آگ کو
بارود سے ملانے والا نہو-

اگر دشوار نہو تو جن کتابون مین گذرے ہوے نامی انسانون کا حال لکھا ہے اُن مین سے
کوئی کتاب اُٹھا کر پڑھی جائے اور خاطر نشین کیا جائے کہ جن مقدسون نے عجیب
و غریب ایجادین کین اُنکو وہ مادۂ ایجاد کیونکر حاصل ہوا اور وہ بھی عام انسان تھے
یا فرشتے پھر امتیاز کی ترازو مین تولا جائے کہ اُن ایجادون سے کسقدر دنیا کے
رہنے والون کو نفع پہونچا اور وہ کس قدر مفید ہے اور وہ موجد جنھون نے کھیتی کرنا
نکالا کپڑا بننا سکھلایا مکان بنانے کی ترکیب پیدا کی نمک ڈھونڈھا شکر بنائی اور
ایسے ہی دوسرے فوائد پر مطلع ہوکر مشتہر کیا کس درجہ شکر کے لائق ہین اور پیش خدا
اُنکے کیا رتبے ہونگے پھر دیکھنا چاہیے کہ جن لوگون نے اپنی عقل مصفا سے مراتب بالا
اور مثل اُنکے کام کیے ہین وہ کیون کیے تھے تب ظاہر ہوگا کہ اُنکو حاجت نے مجبور کیا تھا
اور سمجھ مین آجائیگا کہ عقل مجلا اور مصفا کو مستعمل کرنے والی ضرورت و حاجت ہے اور وہی
ام الایجاد ہے اگر ضرورت داعی نہو تو عقل کے کام مین لانے کی فکر ہی نہوگی اور مثل
جانورون کے عقل محدود اور معطل ہوگی جیسے ایک چلنے والا چلے اور چلتے چلتے ایک
دریا پر پہونچے اور اُسکو اتھاہ دیکھ کر عبور سے قاصر ہو تو باوجود عقل کامل اگر ضرورت

دریا کے پار ہونے کی اور آگے جانے کی نہین ہے تو چلنے والا عقل کو کام مین نہ لائیگا اور ضرورت
دریا کے پار جانے کی اگر ہوگی تو اسی کے کنارے بیٹھ کر پار ہونے کی تدبیرین سوچیگا اور پانی کی روانی
کی طرف آنکھ لگائے دیکھتا رہیگا اور اگر اتفاقاً ایک لکڑی بہتی ہوئی نظر آجائیگی اور دیکھیگا کہ وہ پانی
مین نہین ڈوبتی تو اسکے تیرنے کے لم کے انکشاف کا درپے ہوگا اور جب اسکا یقین ہوگا کہ بوجہ ہلکے
ہونے کے وہ نہین ڈوبتی تو پھر سوچنا شروع کریگا اور اگر وہ سوچ لگاتار اور مستقل اور بلا تلون ہوگا
تو سمجھ مین آجائیگا کہ اگر ایسی لکڑی ہو کہ جو سوچنے والے کے بوجھ سے بوجھل نہو جائے اور اسکا بوجھ
اُٹھا کر تیرتی رہے تو یقین کریگا کہ اسکے پار ہونے کے لیے وہ لکڑی معقول ذریعہ ہوگا اور پھر
سوچیگا کہ اس لکڑی کو کیونکر ذریعہ بنائے تو غور کرتے کرتے کشتی کا اسلوب کریگا اور اسکے
کھینے وغیرہ کے متعلقات کو بھی ذہن مین جمع کریگا اور آخر کو جرات اور دلیری کے دریا مین کود
پڑیگا اور کشتی کے ذریعہ سے پار ہو کر کشتی کے بنانے کا موجد ہو جائیگا اور پھر اپنے نوع کو اس
ایجاد کی خبر دیگا اور اسکے مشتہر اور عام کرنے مین ہرگز درنگ و تاخیر نہ کریگا اسواسطے کہ تمام
مخلوقات مین انسان ہی کو ایسی استعداد ہے کہ جس ماہیت اور خاصیت پر خود واقف ہو جائے
اور جن ذریعون سے اسکی احتیاج رفع ہوا اُس سے دوسرے کو آگاہ کرے انسان ہی کو یہ
قوت ہے کہ جو منافع اپنے لیے ڈھونڈھ نکالے اُس سے دوسرون کو بھی مطلع کرے انسان ہی کو
یہ مقدور ہے کہ جبکہ کوئی آفت ٹوٹ پڑے اُسکا معین و مددگار ہو انسان ہی کو یہ جرات ہے کہ جہان
کوئی نہ جا سکے وہان خود پہونچے اور دوسرون کو پہونچائے اور جب ان امور کا
جاننے والا ایجاد کشتی کی ترکیب اپنے بنی نوع کو بتلائیگا تو اس صورت مین کہ سننے والے
بھی اسی قسم کی حاجت مین ہونگے تو وہ ضرور دل کے کان کھول کے سنینگے اور خود بھی
فکر کرینگے اور تب بہت سی عقلون کا نتیجہ یہ ہوگا کہ کشتی سے جہاز بنجائیگا اور نہ اگر

سننے والون کو حاجت نہین ہی تو نہ سننے والون ہی کو کچھ اُس علم سے فائدہ ہوگا نہ
موجد کی عقل سے اُن لوگون کو کوئی نفع پہونچیگا بلکہ عجب نہین کہ وہ لوگ جنکو
کشتی کی ضرورت نہین ہی یا جنکو دریا کے پار جانے کا کام ہی نہین ہی وہ کشتی کے
موجد کی کچھ قدر نہ کرین اور اُسپر اوقات کے ضائع کرنے کا اتہام کرین مگر جنکو کشتی کی
حاجت ہی وہ ہزار جان سے اُس موجد کی عزت کرینگے اور ناقدر دانون کو غافل
قرار دینگے۔ مختصر یہ ہی کہ عقل کا مشتعل کرنے والا علم ہی اور عقل اور علم پر عمل کرانے والی
ضرورت ہی اور اُسکی اصل معطل کرنے والی عدم ضرورت اور احتیاج ہی اور جو
ضرورت کو معدوم کرتی ہی وہ جہالت ہی اور ضرورت ہوتے ہوے جو عقل اور علم کو
کام مین نہین لانے دیتی وہ غفلت اور بزدلی اور قصور ہمت اور خوف ذلت ہی
انسان اگر اپنی عقل کو کام مین نہ لائے تو اپنے کو شرف انسانی سے گراتا ہی اور
ہرگز اپنے کو انسان نہین کہلوا سکتا اسواسطے کہ دنیا مین انسان کو جسقدر حاجت
اور ضرورتین ہین وہ بے انتہا ہین مگر بوجہ نہونے پورے علم کے بہت سے انسان ہین
کہ اُن حاجتون سے واقف ہی نہین ہین یا جو علم رکھتے ہین اُنھون نے اُن حاجتون کو
یہ سمجھ کر تج دیا ہی کہ اُنکو دنیا مین چند روز کے بعد مرنا ہی تو کیون وہ دنیا کے
دھندون مین اپنے کو پھنسائین اور کسواسطے نہ وہ اُس دنیا مین جہان ہمیشہ رہنے کا
اہتمام کرین جہان موت سے محفوظ رہینگے اور ایسی زندگی پائینگے جسکی انتہا نہین
اور اپنے کو ایسا دنیا مین رکھتے ہین کہ گویا وہ دنیا مین نہین ہین مگر اس خیال اور
سمجھ کے مقدس آپ دنیا مین معدودے چند ہونگے تو بھی جنھون نے اپنی ذات
پروری پر دنیا مین اکتفا کی ہی اور دوسرے اپنے ہمجنس کی اعانت سے دلیسے ہی

مستغنی اور بے نیاز ہو گئے ہین جیسے اور جانور کہ ساگ پات پھل پھلاری جنکا کوئی جوتی
دھوری اور رکھوالا نہین ہی کھا لیا اور آن چشمون سے کہ جنکا کوئی مالک نہین یا جنکے
پانی پر مزاحمت کا پہرہ نہین ہی پانی پی لیا درختون کے سایہ مین سورہے گری پڑی
لکڑیون مین آگ لگا کے بدن گرم کر لیا بدن پر چیتھڑے لپیٹ لیے ۔ در حقیقت دنیا مین
رہکر گذر گئے ہین اور وہ ہزارون تعظیم و تکریم کے لائق ہین اور چونکہ انھون نے
اپنے پیدا کرنے والے سے صرف لو لگائی ہی اور اپنے بنی نوع کو چھوڑ دیا ہی تو عزت کے
ساتھ اُنکا نام لیکر اُنکا ذکر بھی کرنا مناسب نہین ہی اور نہ اُنکے افعال سے بحث
کیجاتی ہی مگر جو انسان دنیا مین ہین اور دنیا مین رہنا چاہتے ہین اور جنکو دوسرون کی
مدد کی حاجت ہی اور جنکا فرض ہی کہ دوسرون کو مدد دین اور جنکا کام بے مدد دیے اور
لیے نہین چل سکتا جنکی حاجتون کی انتہا نہین ہی وہ شرف انسانی ہرگز حاصل
نہین کر سکتے جبتک اپنے محسن کو نہ پہچانین اور جو احسان انپر ہو چکا ہی اُسکو قدر اور
تعظیم کے ساتھ یاد نہ رکھین درحقیقت اپنے محسن کو پہچاننا اور اُسکی بیشمار نعمتون کے
عطا کے احسان کو یاد رکھنا مرتبۂ انسانی پر پہونچنا ہی اور خداوند تعالی کو یاد رکھنا اور
اُسکے عطیہ کا شکر بجا لانا آدمی بننا ہی اور ظاہر ہی کہ جب شکر کے ادا کرنے کا سلیقہ
سمجھ پہونچیگا تو کوئی وقت بے اُسکی یاد اور خوف کے رائیگان نہ جائیگا اور جب اُسکی
یاد ہوئی اور وعدہ و وعید پر دھیان رہا تو ضرور ہی کہ انسان اُسکے ممنوعات سے
احتراز کرے اور بجا آوری اوامر مین سرگرم ہو حتا جون مفلسون و بیمارون مردون سے
آشنا کنا ہون سے اجتناب کرے دل دکھانے پرایا حق چھین لینے سے کارہ ہو اور
جب وقت یہ سب خیالات ایک جہوٹے دل مین مجتمع ہوے تو پھر دنیا مین رہکر اور

دنیا دار ہو کر کیا عقبی مین وہ مرتبہ حاصل کریگا ضرور حاصل کریگا اسلیے کہ اُس سے
زیادہ فرمانبردار بندہ کون ہوگا دنیا مین ایسے ہی انسان تو پوجے جاتے ہین اور انھین کے
نام پر تو خزانے لُٹائے جاتے ہین اور عقبی مین اُنھین کے لیے تو بہشت اور بیکنٹھ جو
سمجھا جائے بنائے گئے اور اُنھین کی ابدی جاگیر ہے کیونکہ وہ اپنے محسن کی طاعت او
عبادت کے ساتھ اُسکی نعمتون کو یاد رکھتے ہین اور سمجھتے ہین کہ نری عبادت اور
ریاضت اُس حالت مین کہ اپنے واہب کی نعمتون کی قدر نہ کرین اور اکارت ہونے دین
بلا اطاعت کے ہوگی اور بہترین نعمت جو عقل ہے اُسکو کام مین نہ لانا معطی حقیقی کی
تحقیر کرنا ہے

اگر غور سے دیکھا جائے تو بلا رد و قدح اور بحث و تکرار سمجھ مین آتا ہے کہ کوئی
شخص بھی دنیا مین ایسا نہین ہے کہ جسکو اپنے افعال کے معاوضہ کا خیال نہو کیا
مریض کو اگر سلامتی کے ملنے کی امید نہو تو وہ کڑوا پیئےگا طبیب کو اپنے علاج کرنے کی
تنخواہ ملنے کی آس نہو تو وہ علاج کریگا غرضکہ وہ بزرگ جو اپنے کو نرا پارسا سمجھتے ہین
وہ بھی نہین کہہ سکتے کہ وہ معاوضہ اپنے افعال کا نہین چاہتے شاید وہ کہہ سکین کہ
ہمکو دنیا مین معاوضہ کی خواہش نہین ہے مگر عقبی مین سو اچھا یون ہی سہی آخر
کہین تو خواہش معاوضہ تو ہے اور نا ممکن ہے کہ خواہش معاوضہ سے کوئی بری ہو

جیسا کسی نے کہا ہے

گلے بن کنٹھا دیکھیے سیس بھاری جٹا دیکھیے جوگی کن پھٹا دیکھیے جپا مالا کئے تن مین
موتی امول دیکھیے سو اسپر جھول دیکھیے کرت کلول دیکھیے بن کنڈی بن بن مین
بیر بیٹھے سور دیکھیے سب گئی اور کوڑ دیکھیے مایا کے بھرپور دیکھیے بھول رہے دھن مین

آدھا نت کے سکھی دیکھے جنم ہی کے دکھی دیکھے پر دو سے نہ دیکھے لوبھ نہین جنکے من مین باقی جو دنیا مین طالب معاوضہ ہین سو جس معاوضہ کو وہ چاہتے ہین وہ صرف زر ہی اسواسطے کہ زر ہی اندنون ہر احتیاج کی رفع کرنے والی اشیا کے بدلے مین دیا جاتا ہی اور ہر شخص کا طالب زر ہونا موزون الفاظ کے ساتھ فالص ایک بڑے شاعر نے یون بیان کیا ہی۔

شہ کہ این کوکبۂ دولت و فر میخواہد ‌ ‌ تاج و تیغ و علم و زین و کمر میخواہد
لشکر و کشور و اقبال و ظفر میخواہد ‌ ‌ اینہمہ از پی آنست کہ زر میخواہد +
آن وزیرے کہ بسے عاقل و دانا باشد ‌ ‌ کار او با ہمہ کس رفق و مدارا باشد
مخلص شاہ و ہواخواہ رعایا باشد ‌ ‌ اینہمہ از پی آنست کہ زر میخواہد +
مرد عاقل کہ سوے معرکہ چون شیر رود ‌ ‌ گاہ مردی و شجاعت ز پی تیر رود
بے محابا ہمہ تن بر سر شمشیر رود ‌ ‌ اینہمہ از پی آنست کہ زر میخواہد +
صوفی صاف کہ در صومعہ مسکن دارد ‌ ‌ در بغل مصحف و زنار بگردن دارد
صلح کل با ہمہ از شیخ و برہمن دارد ‌ ‌ اینہمہ از پی آنست کہ زر میخواہد +
فاضلی کو ہمہ در فکر فروع ست و اصول ‌ ‌ گاہ اندیشۂ معقول کند گہ منقول
مردمان را ہمہ خواند بخدا و برسول ‌ ‌ اینہمہ از پی آنست کہ زر میخواہد
آن طبیبے کہ تراکیب معاجین سازد ‌ ‌ بعبارات حکیمانہ سخن پردازد
ہر دم صبح بقارورہ نظر اندازد ‌ ‌ اینہمہ از پی آنست کہ زر میخواہد
خوشنویسے کہ شب و روز کند مشق جنون ‌ ‌ گردنش دال شود و تنش گردد نون
دیدہ اش صاد لبش با و دلش باشد خون ‌ ‌ اینہمہ از پی آنست کہ زر میخواہد

شاعرے کو ہمہ دم مدح و ثنا میگوید		روز و شب نیک و بد شاہ و گدا میگوید	
گاہ اگر مدح کند گاہ ہجا میگوید		اینہمہ از پی آنست کہ زر میخواہد	
خالص این نعمت و خواری غم و درد و محن		در غریبی کشد و یاد نیارد ز وطن	
ہر زمان تازہ کند طرح دگر گونہ سخن		اینہمہ از پی آنست کہ زر میخواہد +	

لیکن شاید یہ مبالغہ سمجھا جائے اور شاعرانہ ڈھینگ قرار دی جائے اور بعض کے افعال ایسے ثابت کیے جائین کہ جنھون نے بلا خیال ایسے معاوضہ کے جسکا حصر زر مین ہو سکے کیے تھے تو بھی اُنکی براءت اس سے نہو سکیگی کہ اُنکو نام آوری یا اپنا اعزاز مطلوب تھا اور نتیجہ آخر کو یہی ہوگا کہ انسان جو کچھ کرنا چاہتا ہے وہ کسی شی محسوس یا غیر محسوس کے مبادلہ مین کرتا ہے اور نتیجہ مذکور کسی طرح معیوب نہین ہو سکتا اور جب وہ نتیجہ برا نہین ہے تو جائز اور روا ہے کہ عقل اور قوت سے یا جسطرح ممکن ہو وہ عمل کیا جاے کہ جس سے ایسا بدلہ ملے کہ جو عامل کی ذات اور اُسکے اہل و عیال اور ہم صورتون کو نفع پہونچائے اور لوگون کا درد دل رفع کرے اور احتیاجون کو بر لائے۔ شک نہین ہے کہ ہاتھ پاؤن کے ذریعہ سے معیشت کا حاصل کرنا اور محاصل کو نیک طریقہ سے صرف کرنا سب کہتے ہین طاعت ہی عبادت ہے روا ہے اور اُسی ذریعہ سے جو مراتب عقبیٰ مین حاصل ہو سکتے ہین وہ جسمی عبادت اور ریاضت سے ہرگز حاصل نہین ہو سکتے۔ کیا ایک اپاہج بھوکھ سے جان بلب ہو اور اُسکے قریب کوئی ایسا شخص کہ جسکے ہاتھ پاؤن اور کل اعضا سلامت ہون بخشوع اور خضوع نماز مین مصروف ہو یا بڑے نیم دھرم اور گیان دھیان سے تپشیا کرتا ہو تو وہ نماز اور تپشیا سوار سمتھ ہو گی ظاہرا تو اکارت ہوگی اسواسطے کہ اُسکا فرض اول یہ تھا کہ اپاہج کے پیٹ بھرنے کے لیے اپنی قوت کو کام مین لاتا حاصل کلام یہ ہے کہ دنیا اور ما فیہا مین انسان

بعوض کسی مبادلہ کے سبھی کچھ کرسکتا ہی اور وہی معاوضہ انسان کے قواے عقلی مین اشتعال
پیدا کرتا ہی اور تب عقل کامل او رسلیم بہم پہونچانے کے لیے ضرورت علم کی داعی ہوتی ہی
اور علم حاصل کرتا ہی پھر جب علم سے عقل کامل ہوتی ہی تو وہی انسان جو نہایت کمزور اور
بے حقیقت شمار ہوسکتا ہی سب ہی کچھ کرسکتا ہی

ہان ہان نرا کمال عقل کا ویسا ہی محتاج محنت ہی جیسا بادشاہ بہت سے اسباب فرمانروائی کا
کیا بادشاہ لیاقت فرمانروائی اور خطاب پر تعظیم بادشاہی حاصل کرکے فرمانروائی کرسکتا ہی
ظاہر ہی کہ نہین کرسکتا اسکو شمشیر یا سلیقہ وزیر لائق سپاہ جرار ملازمان نیکو شعار اور دیانتدار
کے ساتھ خزانہ اور اپنی ذاتی محنت اور جفاکشی کی احتیاج ہی اور بادشاہ سے بہتر کسی اور کی
نظیر نہین ہوسکتی پس جبکہ بادشاہ سا باعظمت محتاج اپنی محنت کا ہی تو عام کیونکر مستغنی
ہوسکتے ہین اور تا وقتیکہ اپنے اعضا و جوارح کو عقل کامل کے تابع کرکے منتہی نکر دین عقل کامل سے کوئی عمل
ظہور مین نہین لاسکتے ہین کیا کوئی گونگا جسکی عقل کامل ہو اپنے کمال عقل کا فیض دوسرے کو پہونچا سکتا ہی ظاہر ہی
نہین اسواسطے کہ اسکی زبان اسکے اختیار سے باہر اسکے کان نکمے ہین غرضکہ تعلیم پانے
اور عقل بہم پہونچانے کے بعد محنت کے وسیع میدان مین انسان کو آنا چاہیے اور خوب
سمجھ لینا چاہیے کہ دنیا مین زندگی کے جسقدر لحظے گذرین وہ کسی کام مین صرف ہون
اور کام بے محنت نہین ہوتا اور انسان ہر ایک کام کو کرسکتا ہی اور کوئی کام جو نہایت محنت
اور دیانت کے ساتھ کیا جاے معیوب اور ناروا نہین ہی

باب چہارم

خدا یا رنگ تاثیرے کرامت کن فغانم را | بموج اشک بلبل آبرو دہ تیغ زبانم را

انسان اسوقت سب کچھ کرسکتا ہی جبکہ اپنی حاجتون پر قناعت او راسکے رفع کرنے کی تدبیر مین محنت جا [illegible]

بے محنت اور مشقت اور جانکنی نہ اس دنیاے فانی مین کچھ مل سکتا نہ اُس جہان مین جو باقی ہی اور محنت ہی کا وہ میدان ہی کہ جہان ہمت اور دلیری اور امیدون اور استقلال کی نسیم اور سستی اور غفلت اور خوف ذلت اور مایوسی اور تلون کے سموم کے جھونکے چلا کرتے ہین اور محنت اور مشقت کا آفتاب بڑے جاہ و جلال اور تمازت سے چمکتا ہی جو اُسکی جلاک شعاؤن کی برداشت کر لیتے ہین اور لوؤن کی لپٹ سے نہین ڈرتے اُنکو بہت جلد دولت اور راحت کے گنجان سایہ دار درخت مل جاتے ہین اور جو لوگ دھوپ لگتے ہی بھاگتے ہین اُنکو نکبت اور ہلاکت کے تیرہ و تار جھونپڑون مین جگہ ملتی ہی اور آخر کو اُن جھونپڑون کے چھپرون کو بھی فکر و تشویش کی آندھی اُڑا لیجاتی ہی اور سیلاب غم سے دیوارین بھی گر جاتی ہین حقیقت مین محنت کرنے والے ہی باغ دنیا کے میوے کھاتے ہین—

اس سے انکار نہین ہو سکتا کہ دنیا مین ایسے بھی انسان ہین کہ جنھون نے بلا محنت کے دولت پائی ہی مگر قبل اسکے کہ اُنکی مدح مین قلم سرگرم ہو دولت کی تعریف پر واقفیت کی ضرورت ہی تا معلوم ہو کہ دولت سے مراد کیا ہی سو دولت کی تعریف مین وہ شی داخل ہی کہ جس سے انسان کی کوئی حاجت رفع ہو سکے صرف زر و سیم مسکوک ہی دولت نہین ہی ایک عالم کا علم اور فضل درحقیقت دولت ہی کیونکہ وہ عالم اپنے علم سے ایجادین کر سکتا ہی اسرار مخفیہ کو دکھلا سکتا ہی کتابین تصنیف کر سکتا ہی تاکہ انسانون کی حاجتین اُن تصنیفات سے رفع ہون مثلاً ایک عالم ملمع کرنے کی ترکیب مین ایک رسالہ لکھے اُس سے عموماً لوگون کو ملمع کرنے مین آسانی ہوگی اور احتیاج رفع ہوگی یا دوسرا عالم معدنیات کی شناخت اور تعلیم مین ایک رسالہ لکھے

تو جواہر اور انواع قسم کی دھات کا کھوج لگانا اور کھودنا آدمیون کو آسان ہوگا
پس وہ بھی دولت ہی اور اسی قسم کی اور ایجادین لوہا گلانے نمک بنانے کپڑا بننے
وغیرہ کی دولت ہی مین شمار ہین ہان آفتاب کی روشنی اور ہوا انسانون کی گو ہزارون
ضرورت رفع کرتی ہین بلکہ انسانون اور حیوانون کی زندگی کا دار و مدار انھین پر ہی
تاہم اس وجہ سے کہ وہ بافراط اور بلا محنت اور جستجو ہر شخص کو میسر ہین وہ تعریف
دولت سے خارج ہین اور وہ خداوند تعالی کے عطیہ اور بخشش مین داخل ہین
مگر دولت مین وہ تمام اشیا داخل ہین جو انسان کی محنت سے وجود مین آئین
اور کسی کے قبضہ مین رہین اس مقام پر یہ بحث ہوسکتی ہی کہ وہ کون شی ہی
کہ جو عطیہ الٰہی سے خارج ہی پر یہ بحث کچھ وقعت نہین رکھتی اسواسطے
کہ موتی مونگا بھی ضرور عطیہ الٰہی ہین مگر جبتک انسان دریا مین نہ ڈوبے
غوطہ نہ لگائے وہ عطیہ ہاتھ نہین آسکتا اور جبتک ہاتھ نہ آئے کسی کی ضرورت
اُن دونون پیارے نامون سے رفع نہین ہوسکتی یون ہی لوہا جس سے صدہا ضرورتے
انسان کی رفع ہوتی ہین اور وہ عطیہ الٰہی تو ہی الا کس کام کا ہی جبتک انسان اسکو
ڈھونڈھ کر مٹی سے نہ نکالے میل سے پاک نکرے کیا جبتک وہ لوہا مٹی مین ملا ہوا ہی
اور پاک صاف نہین ہوا لوہا کہلائیگا ظاہر ہی کہ نہین اسپر بھی حجت ہو کہ انسان کا
سلیقہ اور محنتی ہونا کیا عطیہ الٰہی نہین ہی تو بھی کہا جائیگا کہ وہی تو عمدہ عطیہ ہی
اور اسی کے تو کام مین لانے کی بحث ہی غرضکہ دولت سے مراد سونا اور چاندی کے
سکے ہی نہین ہین۔ اب دریافت طلب یہ ہی کہ احتیاج انسان کی کیا ہین جنکے رفع
[illegible] منقسم ہین پہلی قسم کی

حاجتین تو لابدی ہین جو تمام جانداروں کو بلا تخصیص انسان اور حیوان کے یکسان لاحق ہوتی ہین اور دوسری قسم کی حاجتین گو لابدی نہین ہین مگر جبوقت انسان تہ خانۂ حیوانیت سے زینۂ انسانیت پر قدم رکھتا ہی تو اپنی طبیعت اور فطرت سے انکو بھی اپنے سر چڑھا لیتا ہی۔

پہلی قسم کی حاجت کھانا۔ پینا۔ آسایش۔ تاہل کرنا ہی اور ان حاجتون مین بلا فرق نوعی انسان اور حیوان یکسان مبتلا ہین ہر ایک جاندار کو غذا کی تلاش ہوتی ہی اور وقت پر آسایش کرنا اور متاہل ہونا چاہتا ہی اگر جانور کو گھونسلے کی ضرورت ہی تو وہ بسیرا لینے کو گھونسلا بنانے پر اور اگر زمین مین سوراخ کرکے وہ رہ سکتا ہی تو زمین کھودنے پر مجبور ہوتا ہی اسی طرح انسان بھی رہنے کے لیے مکان اور اپنی نسل بڑھانے کے لیے جورو ڈھونڈھتا ہی غرضکہ چارون ضرورت لابدی ہین۔

انسان سے جانورون کو ضرور اسکی پرکھ زیادہ ہی کہ کون غذا انکی زندگی کے لیے مضر اور کون مفید ہی اور وہ خود ہی تمیز کر لیتے ہین خلاف انکے انسان کو بروے فطرت معلوم نہین ہی کہ کون شے زہر ہی اور کون امرت ہی مگر بجاے اس تمیز کے انسان کو اپنی اور پرائی ملکیت کی شناخت کرنے کی استعداد ہی اور حیوان اس سے مستغنی ہین اور اسلیے جانورون کو تھوڑی چل پھر مین غذا ملجاتی ہی اور جانورون ہی کی طرح جبتک انسان دنیا مین کم تھے اور اپنی اور پرائی ملکیت کی شناخت کو زیادہ کام مین لانے کی حاجت نہ تھی مثل جانورون ہی کے دنیا مین رہے اور بڑھے اور پھل پھلاری ساگ پات خودرو یا مردے جانورون کا گوشت کھا کر جیے مگر جب انسان بڑھے اور اپنی اور غیر کی ملکیت کی شناخت کی حاجت پڑی تو پھر سادی غذا مین بہ نسبت اور جانورون کے

انسان درماندہ ہوے تو بھی ہمسائی غذا مین درمیان انسان وحیوان چاہیے جیسا فرق ہو
مگر کھانے پینے کی حاجت مین دونون کا ایک ہی حال ہے اور کہا جاسکتا ہے کہ دنیا تجے ہوے
مقدس اور جہالت شعار انسان صرف انھین چارون ضرورتون مین ہنوز مبتلا ہین
اور جانورون کی طرح انکی تلاش اور تجسس انھین چارون ضرورت کے رفع کرنے مین
محدود ہے اور وہ انھین کے حاصل کرنے مین ایک دوسرے کی امداد کے خواہان ہین
مگر دوسری قسم کی حاجت خاصکر انسان کو اسوقت لاحق ہوئین کہ جب انھون نے
علم کی عینک آنکھ پر رکھی اور وادی جہالت سے باہر آئے سب سے پہلے انکو بوجہ حیا او
شرم بدن ڈھانکنے کی ضرورت ہوئی اور اسی کی ہمسائی مین اپنے اپنے افکار کے موافق
تدبیرین سوچین اور انجام کو موٹا جھوٹا کپڑا بنایا پھر جیون جیون علم بڑھتا گیا تیون تیون
قسم بہ قسم کی نرالی ضرورتین اوڑھنے بچھانے۔ روشنی۔ آرایش۔ ہتھیار۔ سواری وغیرہ کی
شروع ہوئین اور ہوتے ہوتے اور علم بڑھتے بڑھتے ہزارون حاجتون مین جو ہی انسان
جنکی صرف چار حاجت اصلی ہین گرفتار ہوگئے کہ جنکا شمار نہین کرسکتے۔

جہانتک دوسری قسم کی حاجتون مین انسان مبتلا ہین بلاشک وہ غیر ضروری ہین
اور اپنی زندگی کاٹنے کے واسطے انسان ہرگز انکا محتاج نہین ہے مگر بہ روے فطرت
وہ انھین چار حاجتون مین مبتلا رہنا گوارا نہین کرسکتا اور نہ صرف انھین کے
رفع ہونے پر قانع ہوسکتا ہے اگر کوئی شیخی باز سمجھائے کہ انسان کو صرف انھین چار
ضرورتون مین اپنے کو مبتلا رکھنا جائز اور باقی احتیاجون مین پھنسانا ناروا ہے تو اسکی
نصیحت درحقیقت ایسی ہوگی کہ جسپر خود اسکا عمل نہوگا انسان اسوقت تک اپنی حالت پر
صبر کرسکتا ہے جبتک اسکو علم نہو وے مگر بعد حصول علم عنان صبر اسکے اختیار سے

باہر ہوتی ہے اور چاہے کوئی کیسے ہی الفاظ موثر مین وعظ کہے اور دنیا کو ہیچ در ہیچ کرکے دکھائے مگر سننے والے یہی کہینگے۔

ناصح خود یافتم کم در جہان	ہر یکے ناصح برائے دیگران

اور کب آنکو یقین ہوگا کہ حضرت واعظ اور جناب ناصح اپنے کو انھین چار حاجتون کا محتاج بنائے ہین اور کوئی پانچوین حاجت جو کپڑا ہی پہننے کی سہی آنکو نہین ہے ظاہر ہو کہ جسنے سوائے گدھے کی صورت کے ٹٹو نہ دیکھا ہو اور سدا گدھے سے ٹٹو کا کام لیتا رہا ہو اور ایک دفعہ ٹٹو دیکھے تو وہ گدھے کو چھوڑ کے ٹٹو کی حاجت مین اپنے کو مبتلا نکریگا پھر جسنے اٹٹو پیدا ہوا اور گھوڑے کو نہ دیکھا ہو اور دفعتاً اسکو گھوڑا نظر آئے اور اسکی تیز رفتاری اور چالاکی دوسرے کی ران کے نیچے دیکھے تو کیا ممکن ہے کہ ٹٹو کی جگہ گھوڑے کا خواہشمند ہو یا جسنے ہمیشہ سن کا کپڑا پہنا اور دیکھا اور پہنا ہو اور کبھی واقف نہوا ہو کہ روئی اور ریشم سے کپڑا بنا جاتا ہے اور یکبارگی اسکو نظر آئے اور اسکے امکان مین بھی ہو کہ خریدلے اور پہنے تو پھر اسکو گوارا ہوسکیگا کہ خیال اُس لطیف اور نرم کپڑے کا چھوڑ دے حقیقت مین بات یہ ہے کہ جبوقت تک علم نہو انسان کی خواہش اور حاجتین محدود ہوتی ہین۔

جبتک مسلمانون نے ہندوستان مین قدم نہین رکھا تھا ہندوستان کے رہنے والے دنیا کا شمالی سرا کوہ ہمالیا اور پورب اور پچھم اور دکن کا سمندر کو سمجھے ہوے تھے اور جانتے تھے کہ ساری پرتھی اتنی قدر ہے اور برہمانے جو سرشٹ رچی وہ اتنی ہی مین آگئی ہے اور شاید اتبک بہت سے جاہل ایسے خیال باطل مین زندگی بسر کرتے ہون لیکن جو فہمید تھے اُنھون نے مسلمانون کے آنے پر آگاہی حاصل کی کہ ان سمندرون کے بھی

دنیا ہے اور وہاں انسان آباد ہیں اور ہمالیہ کے اندر بھی آدمی رہتے ہین پھر جہانتک
ہندوؤن کو مسلمانون سے سابقہ ہوا ہندوؤن کی ضرورتین بڑھگئین اور جتنا
مسلمانون نے ہندوؤن کا طرز معاشرت اختیار کیا اسی کے لائق مسلمانون کی
احتیاج زیادہ ہوئین اور دونون کی گذران زندگی کے طریقون مین
انقلاب ہوا مسلمان کہارون کے کاندھے پر چڑھنا ہاتھی پالنا جانتے تھے مگر ہندو
اور پارسیون کی صحبت سے آنکو بھی کہارون اور ہاتھیون کی حاجت دامنگیر ہوئی
بہلون اور رتھون کی سواریون کے متلاشی ہوے ہندو اور مسلمانون نے ایک
دوسرے کی وضع لباس اور رہنے سہنے کھانے پینے کی ترکیبین ایک دوسرے سے بدل لین
اور احتیاجون کو دونون نے بڑھایا بعد اسکے جب اہل یورپ کی آمد و رفت جاری
ہوئی اور وہ اپنے اپنے بلاد کی اشیا لائے تو انکو دیکھکر اور ضرورتین نکلے بجٰین کہارون کے
کاندھے پر چڑھنا رتھ اور بہلون پر پھرنا بھول گئے طرح طرح کی بگھیان - چرٹ -
پالکی گاڑیان دوڑانے لگے بلا وصف اسکے کہ ہندوستان کے رہنے والون نے
اپنے لیے بے انتہا ضرورتون کو بڑھایا مگر یہ نہ سمجھے کہ وہ کیا کرتے جاتے ہین اور کیا
حاجتین اپنے سر منڈھتے جاتے ہین آخر اب عام انسان ہندوستان کے ان ضرورتون
مین پھنس گئے ہین جو دو اڑھائی سو برس پہلے بڑے امرا کو شاید رہی ہونگی -
زمانہ گذشتہ کی تعمیر پر لحاظ کیا جائے تو اندازہ ہوسکیگا کہ کس قسم کے مکانون مین
درجہ متوسط کے ہندوستانی قانع تھے اور آنکے واسطے کس سامان آرائش کی درکار ہے اور انکے جد و آبا کیونکر
بسر کرتے تھے اور اب بعض قسم کے مکانون کی کہانتک قدر باقی ہے اور کیون انکی طرز تعمیر مین فرق ہوا
اور کیسلیے پہلے سے بہتر مکان کی حاجت ہوئی اگر اس تکلیف لحاظ کے ساتھ تجدد وشن

کہ ہنوز بعضے اپنے جدو آبا کے بنائے ہوئے مکانون پر قانع ہین تو انکی قناعت کی وجہ بھی ملحوظ ہوگا لبا وہ قناعت بوجہ عدم بضاعت اور مثل عصمت بی بی از بے چادری ہین داخل ہوگی اور بدل آنکی تو خواہش تبدیل مکان کی ہوگی لیکن کمال محنت سے مری ہوئی ہو اور جدو آبا کے بنائے ہوئے کھندرون مین ڈالے ہوئے ہو پھر دیکھنا چاہیے کہ آنکے جدو آبا کا طرز لباس کیا تھا اور کسقدر صرف مین وہ بچا تا تھا اور اب اُسی کی کترو بیونت کیا ہی اور یون ہی ہر ایک حاجتون کو پہلی حاجتون سے ملا نا ازدیاد حاجت کا یقین دلائیگا - سو برس پہلے ایک صوبے سے دوسرے صوبے مین ہندوستانی بالفروہ آتے جاتے تھے اور بچھڑے ہوے ایک دوسرے کی خیریت اور حالات کے دریافت کے متجسس بھی ہوتے تھے لیکن مجبوری سے اُسوقت تک صبر کرتے تھے کہ کوئی آئے اور جائے اور خیریت نامجات لائے اور لیجائے یا وہ خود ہی پھر ملین اور آنکھین دیکھین اور وہ آنا جانا مدتون مین ہوتا تھا اُسکے خلاف اب ہر ہفتہ خیر و عافیت کے اخبار کے دریافت کی حاجت ہی جلد جلد بچھڑون سے ملنے پر طبیعت مجبور کرتی ہو اور اُسکی وجہ ظاہر ہی امن و امان کی فراوانی قطع مسافت کی آسانی و تسہیل پیام رسانی - چوڑا کو دریا کو ن سے راہین صاف ہین ریلین خشکی اور پانی وردودی جہاز سمندرون مین دوڑ رہے ہین جسقدر عرصہ طے مسافت ایک صوبہ ہندوستان سے دوسرے صوبہ کا تھا اس سے بھی کم دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے پر پہونچنے کا ہی جن تیرتھون اور عابدوں کا عمر بھر مین ہندو پہلے ایک دفعہ قصد کرتے تھے اور جن مقامات مقدس مین مسلمانون کے جانے کا شاذ و نادر ارادہ ہوتا تھا اب آن تک پہونچنے کی آئے دن فکر ہوتی ہو اور اُدھر قصد کیا اُدھر پہونچے اور پھر پلٹے -

کیا کوئی مہا پرس اب بیوم دیگر ہندوون کو روک سکتے ہین کہ ریل گاڑی پر چڑھو
تو دھرم ناس ہوگا یا جتنا کہنا سننا اتبک جہازون کی سواری کی بابت باقی ہی کیا سمند
مین ڈوبنے سے بچ سکیگا کبھی نہین کیونکہ خواہ نخواہ ہندوستان سے باہر اور ہند پار
جہازون پر چڑھ کر جانے کی ضرورتین ہندوستانیون کو پیش آئینگی اور مصارف بڑھینگے
پچھلے زمانہ مین بھی تو ایک دوسرے سے معاملات معاہدات بیع و شری اور لین دین کرتے تھے
ایک باپ کے چند فرزند وارث ہوتے تھے اور آپس مین حصہ بانٹ کے واسطے لڑتے جھگڑتے تھے مگر عدالتون مین
جانے اور حکام سے فیصلہ کرانے کی کیا ایسی ہی ضرورت تھی جیسی اب ہی اور زمانہ گذشتہ مین بھی ایسے ہی خراجات کی
ضرورت جھگڑون کے انفصال کے لیے ہوتی تھی جیسی اب ہی سو برس پہلے امرا کے واسطے کشمیری دشالے جو بیت کی
بھیڑیون کی اون سے کشمیر مین بنتے تھے اور کشمیر سے جان جوکھم کرکے بنگالا اور دکن مین پہونچاتے تھے
انکو امرا اور مالدار ہی خرید کرتے تھے اور صرف انھین کو ان دوشالون کی حاجت تھی
جو بادشاہ اور وزرا رئیس تھے اب تھوڑے سے مقدور والون کو بھی ضرورت لاحق ہوگئی
یونہین جن کپڑون اور اشیا کی صرف امرا کو حاجت تھی اب تھوڑی مقدرت کے آدمی
انھین کپڑون اور اشیا کے حاجتمند ہین۔

اگر یہ حجت ہی کہ پچھلے زمانہ مین سامان حرب و ضرب کی جو ضرورت تھی بوجہ امن و
امان رفع ہوگئی اور اسلیے دوسری حاجتین اُسکے بدلے پیدا ہوگئین سو سچ ہی کہ اب
زمانہ فساد کا نہین رہا اور واقعی اندرونی لڑائیون کی ضرورت نہ رہی مگر بجاے انکے
بیرونی لڑائیون کی ضرورت بڑھگئی جو پہلی لڑائیون سے سخت اور صعب ہین اور جنکے
اخراجات پر پہلی لڑائیون کے خرچ پاسنگ پر بھی نہین چڑھ سکتے بہرحال قدیم ضرورتون
رفتہ ہی چڑھتے جاتے ہین اور کوئی ضرورت ایسی نہین ہی کہ جو پہلے تھی اور اب نہو

باوصف اسکے جو حاجتین پہلے تھین اُنسے ہزار چند زیادہ ہوگئین مگر اُنکے رفع کرنیکی جو تدابیر پہلے تھین اُنمین ترقی کیا ہو گھٹ گئین شاید اُن بزرگون کا کوئی ہمزبان ہو جو یہ فرماتے ہین کہ ہمکو اُتنی ہی حاجتین اب بھی ہین جتنی پچاس برس یا سو برس پہلے تھین ایسے کہنے والے یا اُنکے مصدق وہی ہونگے جو اپنے کلبۂ احزان مین تمام عمر رہنے کا قصد کر چکے ہون یا جنھون نے گھر سے باہر نکلنے کی قسم کھائی ہو یا وہ بیچاری عورتین ہونگی جو چار دیواری کے باہر نکلنے نہین پاتین اور مانند اُس ہیرے کے ہین جو کان سے کھود کے نکالا گیا مگر کان کے کنارے پر پڑا ہے کوئی اُسکو نہ اُٹھا کے بازار تک لایا نہ تراشا گیا نہ اُسکے پہل درست ہوے نہ خراد پر چڑھایا گیا اور اتبک وہ یہی جانتی ہین کہ اُنکے واسطے ہنوز دینا جولا ہا- اور کرما-کورہی سن اور سوت ملا کر کپڑا بنتے ہین اور ٹکے گز بیچتے ہین اور بدھا سونار کی دکان پر اُنکے مطلوبہ زیور بنا کرتے ہین- ورنہ جو مرد آدمی گھر سے باہر نکلتے اور لوگون سے ملتے ہین وہی کچھ خوب سمجھتے ہین کہ بے انتہا حاجتون مین انسان مبتلا ہین اور جیون جیون زمانہ کا رنگ بوجہ زیادتی علم بدلتا جائیگا وہ حاجتین بڑھتی ہی جائینگی اور اُنکے رفع اور دفع کرنے کے لیے سوا محنت کے اور کوئی دوا نہین ہے-

جن بزرگون نے بلا محنت دولت حاصل کی وہ درحقیقت بدون محنت کے اُن محنتی اور جفاکشون کے قدرتی وارث تو ہوگئے اور اُنکے صلب وبطن سے جنھون نے سعی اور جستجو کرکے دولت حاصل کی تھی ظاہر ہوئے تاہم یہ صحیح نہین ہوسکتا کہ جس دولت کے وہ وارث ہوئے وہ دولت بلا سعی اور محنت حاصل ہوئی تھی اور ساتھ ہی اسکے ممکن نہین ہے کہ اُس دولت پر بھی جو بے منت محض بذریعہ وراثت ملی ہے بعض

قبضۂ قدرت مین بدون محنت کے رہ سکے اور انکو اپنے فیض سے مستفید کرے۔

ابتک جو لکھا گیا اسکا نتیجہ صرف اتنا ہی کہ انسان کو اپنی زندگی کی قدر کرنا چاہیے اور ہر آن زندگی مین علم حاصل کرنا چاہیے اور بعد حصول علم کے اپنی حاجتون کو محنت کر کے رفع کرنا چاہیے اور محنت محتاج تعریف و تشریح کی نہین ہی مگر اسکے کہنے کی البتہ ضرورت ہی کہ انسان وقت کی قدر دانی اور تحصیل علوم اور احتیاجون کے رفع کرنے کی محنت کے چاہ مین ایسا بھی نہ ڈوبے کہ اپنی تندرستی اور حفظ صحت کا سبق بھول جائے اور رات دن کتابون ہی کو پڑھا کرے اور قلم اور سیاہی سے ورقون کو سیاہ کیا کرے یا عبادت اور گیان دھیان مین اسقدر محو ہو کہ اپنے کو بھول جائے بیشک سستی اور غفلت اور کاہلی لائق نفرت ہی مگر صحت جسمی پر بھی تمام اعمال اور افعال کا دارومدار ہی اسواسطے بچون سے لیکر بڈھون تک کو ضرور ہی کہ ہمیشہ اسکا دھیان رکھین کہ محنت روحی و دماغی کے ساتھ محنت جسمی بھی کرتے جائین اور کوئی خطا امتیاز کا نہ کھینچین کہ محنت روحی و دماغی کا اوٹھانے والے کوئی خاص لوگ ہین اور ہاتھ پانون سے کام لینے والے مخصوص ہین۔

بیشک نظم دنیا کے لیے ناظم حقیقی اور حکیم مطلق نے تمول اور افلاس کا عمدہ معجون بنا کر دنیا کے قیام اور استحکام کا علاج قرار دیا ہی اگر دونون مین سے ایک صفحۂ ارضی سے کھو جائے تو جو صنعت اور سامان آسایش اور آرایش اور بہتات خورش و پوشش کے دکھلائی دیتے ہین نظر نہ آئین اور جب افلاس کا ہونا بھی ضروری ہی تو غربا اور کنگال بوجہ ناداری اپنے بچون کو شروع ہی سے ایسے کامون مین لگاتے ہین کہ وہ خود اپنے کھانے کو پیدا کرین اور وہ بیچارے محنت مین پھنس کر اس کو جسے جسمین محنت روحی ہوا کرتی ہی اجنبی ہو جاتے ہین خلاف اسکے صاحبان تمول کو اور محنت تو

دشوار ہی چلنا پھرنا تک اُنکے خیال مین موجب تحقیر وتذلیل ہی اور اکثر متوسطین مین بھی اُنکی
تقلید اور پیروی ہوتی ہی غرضکہ صاحبان مقدور کی اولاد نازونعم مین پلکر اور چل پھر اچھل
کود سے ترک کر محنت جسمی کے مذاق سے واقف نہین ہوتی اور مالدار اور نادار دونون کی
ایک ہی خاصیت ہوجاتی ہی یعنی ایک کو محنت جسمی کا مزہ ہی دوسرے کو کوفت روحی کا
اور دونون سے نہ اسی کو واسطہ ہی نہ اسی کو بہرہ اگر دونون مذاق ایک ہی ذات مین
جمع ہون توظاہر ہی کہ ذات واحد سے دونون قسم کے فوائد ظہور مین آئین یہان موقع
اور مناسب تھا کہ اُن لوگون کی فہرست اور مختصر حالات لکھے جاتے جنھون نے دونون
مذاق ذات واحد مین جمع کیے تھے مگر اس اندیشہ سے کہ اختصار مین فرق آئیگا اور
صاحبان عقل وکیاست کو اُن نامی وگرامی آدمیون کی تحقیق دشوار ہوگی عمداً
چھوڑنا پڑا مگر مختصر یہ ہی کہ بڑے بڑے شاعر اور مصنف اور [illegible] ور موجد اور اولی العزم
اور وزرا حاکم وکیل دولت مند غالباً دونون قسم کی محنتون کے قابض تھے۔

جن مالدارون کو سب کچھ میسر ہی اگر وہ پیدل چلنا معیوب جانین اور اپنے
پانون سے پھرنا موجب تذلیل اور کسر شان سمجھین تو حقیقت مین وہ غلطی کرتے ہین
اسلیے کہ جنکے یہان سواری کا خرچ جاری ہی اُسکو کوئی خسیس نہین کہہ سکتا اور جسکی
سرکار مین خدام اور کاروباری نوکر ہین اور وہ خود اپنے ہاتھون سے اپنے کامون کو
اگر کرے تو اُنپر کسی قسم کا مضحکہ نہین ہوسکتا ہی جو وہ خیال محال اپنے دلون مین
لاکر اپنے ہاتھ و پانون کی قوت کو کام مین نہ لائین تو ضرور ہی کہ اُنکے اُن اعضاؤن کی
چالون مین جو غذا کے ہضم مین مصروف رہتی ہین سُستی آجائیگی اور آخر صحت
وسلامتی مین فتور ہوگا۔ چاہیے اُمرا اُسکو سنین یا نہ سنین مگر مالدار اور مفلس سب کا

اسپر اتفاق ہوگا کہ ماحتون کے رفع کرنے کے لیے محنت ہی ایک علاج ہو چاہے وہ محنت روحی یا دماغی ہو یا جسمی ہو مگر تلون کی وجہ سے اکثر محنت بھی ضائع ہوا کرتی ہو اور جن کامون کی بنیاد پڑتی ہو وہ تلون ہی کی وجہ سے ادھوری رہکر برباد ہوتی ہو اور تلون صرف اس وجہ سے پیدا ہوتا ہو کہ محنت کرنے کی استعداد کمزور ہوتی ہو جیسا ایک شخص کسی فعل کے کرنے پر طبیعت کو آمادہ کرے اور اُس کام کو شروع کردے مگر جب اُس فعل کے انجام مین کسی قسم کی وقت پیش آئے تو طبیعت بوجہ عدم عادت محنت سے مڑکے اور وقت کی برداشت کی متحمل نہو اور جواب دیدے اور تب جسقدر ابتدا سے محنت چھوڑنے کے وقت تک ہو چکی ہو وہ رائگان اور ضائع ہوگی۔

انسان کو بلا تلون ہر کام مین پوری محنت کرنا چاہیے اور دل کو سمجھانا چاہیے کہ

جو بات جیر دیکھی اُسے اختیار کی	وقت پسند برق جو اپنا مزاج ہو

پر جس فعل کا ارادہ کوئی شخص کرے اُس فعل کی ابتدا کرنے کے پہلے اُن ساری دقتون کو بھی جو اُسکے سرانجام مین پیش آئینگی سوچے اور اگر اسکا تصفیہ کرلے کہ وہ اُن دقتون کو رفع کر سکیگا تو شروع کرے و بعد شروع کرنے کے پھر جن دقتون کے پہاڑ یا شکلون کے دریا نظر آئین اُنسے نہ گھبرائے اور پہاڑ کو مثل فرہاد کے کھودنے پر اور دریا کو کلمبس کے مانند عبور کرنے پر ہمت کو قائم رکھے اور سمجھتا جائے کہ جو آسان کام اسوقت نظر آتے ہین جنھون نے ابتدا مین اُنکو کیا کیا وہ ایسے ہی آسان سے ہونگے بلکہ وورنہ جاکر اپنی ہی ذات کو دیکھیے کہ اُسکو کھڑا ہو چلنا ابتدا مین ایسے ہی آسان تھا جیسا اب ہو یا کر مرتبہ وہ کھڑا ہو کر گرا ہوگا اور کتنی ٹھوکرین اور لغزشین اُٹھا کر سمھلا ہوگا مگر آخر صرف اسوجہ سے کہ طبیعت کھڑے ہونے

اور چلنے پر برابر مصروف رہی لہذا چلنا پھرنا آگیا یا غور کرے کہ بڑے بڑے موجدون کا ہر کام کی ابتدا مین کیا حال رہا ہوگا اور کیسی کیسی دقت اُنکو پیش آئی ہونگی مگر چونکہ مادۂ خیال قوی اور ہمت مستعد تھی لہذا کوہ کو بھی وہ کاہ سمجھا کیے اور اپنے کامون کو انجام پر پہونچا دیا۔

جن بادشاہون نے روے زمین پر حکومت کی اور مغرب مین رہکر مشرق کے باشندون کے گلے مین اطاعت کے حلقے ڈالے جن شاعرون کی نظم سے طبیعتون مین ولولے اور معرکون مین جوش پیدا ہوتا ہو جن ناثرون کی تحریر سے دل پر سرور وغم دونون کا عجب اثر ہوتا ہو جو مقرر اپنی خوش تقریری اور طلاقت لسانی سے اپنے خیالات کو دوسرون کے ذہن مین اُتار دیتے ہین کیا آنکو وہ کامیابی بلا محنت حاصل ہوئی ہو نہین بڑی بڑی دقتون کے میدان دشوار گذار طی کرکے اُنھون نے وہ مرتبہ پایا تھا غرضکہ ہر شخص کو چاہیے کہ جو ارادہ کرے اُسکو محنت جسمی اور فکر روحی سے پورا کرے اور تا وقتیکہ کامیاب نہو مشغول رہے۔

ہمیشہ یہ مدنظر رہے کہ ایک ہی وقت مین ایک ہی آدمی سے کئی کام نہین ہو سکتے اور ممکن نہین ہو کہ چند کامون کی ابتدا جو ایک وقت مین کی جائے اُنکی تکمیل ہوسکے اسواسطے کہ جس خیال سے ایک کام ہو سکتا ہو وہ چند کامون مین منقسم ہو کر پراگندہ ہو جائیگا اور جو لوگ ایک ہی وقت مین چند کام شروع کرتے ہین اُنکے وہ سارے کام ناتمام رہجاتے ہین اور جو شخص کسی ایک مشکل کام کو اختیار کرتا ہو اور ابتدا سے انتہا تک اُسکے انجام مین استقلال کو قائم رکھتا ہو وہ پورا ہی ہو جاتا ہو اگر ایک طالب علم ناطلی سے یہ ارادہ کرے کہ مین یکبارگی سب علوم سیکھ لون اور اُن علوم کی کتابون کو

جمع کرکے بیدھڑک پڑھنا شروع کردے اور پڑھ بھی ڈالے اور بطور خود یہ سمجھ لے اور کہنے لگے

دنیا کی سب کتابوں کی گرڈالی ہینے سیر	گویا کہ بحر علم مین ہم تو گئے ہین تیر

مگر بمقابلہ دوسرے طالبعلم کے جسنے پورے غور اور فکر و تامل سے اُنھین کتابون کی ایک ایک چوتھائی جسکو جلد باز طالبعلم جلد جلد پوری پوری پڑھ چکا تھا پڑھی ہوگمنہ ٹھہریگا اور ضرور امتحان کے وقت جلد باز طالبعلم کی شیخی نیچی ہو جائیگی اسواسطے کہ جلد باز نے جو کچھ کتابون مین دیکھا تھا وہ سراسری اور مستعار تھا اور دوسرے نے جو کچھ پڑھا وہ درحقیقت اُسکی بضاعت اور ملکیت ہو گیا تھا اور طالب علمون کی یہ تلون مزاجی ہو کہ آج اس علم کی اور کل دوسرے علم کی کتابون کو پڑھین اور اسپر غور نکرین کہ طلب الکل فوت الکل مشہور ہو یا صرف اسی پر دھیان کرین کہ بہت پڑھنے سے عالم اور فیلسوف ہو جائینگے اسواسطے کہ - چارپائے بر وکتابے چند - کی مثل مشہور ہو جتنے لائق اور فائق انسان گذرے ہین اُنکا یہی شعار تھا کہ تھوڑا پڑھا اور اُسپر زیادہ غور کیا جو کچھ اُسکو پورا سمجھ کے کیا اور اُسی کا اہتمام رکھا کہ جو کچھ آنکی نظر سے گذرے اُنکے دل و دماغ مین جگے تاکہ ہنگام ضرورت یادداشت کی کتابون مین ڈھونڈھنا اور ورقون کو اُلٹنا نہ پڑے اور کبھی اس مثل کو پس پشت نہین ڈالا - علم در سینہ نہ در سفینہ -

تلون کی ضد استقلال ہو اور اپنے ارادے پر مضبوطی سے قائم رہ کر نہ ڈگمگانا استقلال کے معنی ہین اور واقعی استقلال ایک بڑی نعمت ہو اور اُس راہ پر قائم رہنا دلیل عظمت اور جلالت ہو کیونکہ مشکل تو ایکطرف چھوٹے چھوٹے ارادون مین جب مزاحمت خفیف ہوتی ہو تو طبیعت ہٹ جاتی ہو اور بڑی نور آور سوچ اندک سے کے خیال سے رُک جاتی ہو اور انسان فوراً اپنے ارادے مین ٹھٹک جاتا ہو

اور اُسکو یاد نہین رہتا کہ دنیا کی کل کی بنا صرف امید پر ہی اور فی الحقیقت ناامید ہونا
ایک ایسی مصیبت ہی کہ بہار عیش اور خرمن عافیت او رسلامت پر بجلی کی طرح گر کے جلا
ڈالتی ہی یہ آسانی سے سمجھا جا سکتا ہی کہ اگر ایک شخص ایک مقام سے دوسرے مقام تک
پہونچنے کے ارادے سے قدم اُٹھائے اور چلتا چلا جائے تو مقام مقصود کو کتنا ہی دور ہو
مگر پہونچ ہی تو جائیگا مگر ہان کبھی تو یہ سوچے کہ راہ زن لوٹ لینگے کبھی خیال کرے کہ
درندون کا سامنا ہوگا کبھی کوہ وصحرا مین تہ وبالا ہونا پڑیگا کبھی دریا سے پٹہ پانی ہوگا
اور ہمت کو ہار کے مایوس ہو جائے تو البتہ ناامیدی اُسکو کونے مین بٹھلا دیگی اور
زاویہ نشینی مین اُسکی بڑی عمر سایہ کی طرح گھٹتے گھٹتے تمام ہو جائیگی جنھون نے دنیا مین
ایجادون کا سکہ ڈالا جنھون نے علوم اور فنون کے علم گاڑے اور اُنکے پھریرے بلندیون پر
اُڑائے جنکی طلاقت بیانی کی دھوم ہی جنکی نظم ونثر مثل دریا بے مواج کے لہرین
کھا رہی ہین اُنکو تکمیل کمال مین کیا کیا دقتین پیش نہ آئی ہونگی کبھی تو افلاس کی
بیڑیون مین اُنکے پانون پھنسے ہونگے کبھی بیماری کے طوق گلوگیر ہوئے ہونگے کبھی
کسی اور مصیبت کے ڈاکوون سے مٹھ بھیڑ ہوئی ہوگی مگر جب ان سب بٹ مارون کا
شمشیر استقلال سے مقابلہ کیا ہوگا تب ہی اپنے مقصد کی بلندی پر پہونچے ہونگے۔

یہ کہ قسمت ہی مین نہین ہی ہر چند وابستہ تقدیر ہی ہمت ہارے ہوئے لوگون کے
مقولے ہین من چلے اور مستقل جو عروس امید سے ہمکنار ہین کبھی ایسا نہین کہتے
وہ السعی منی والاتمام من اللہ تعالیٰ کہتے ہوئے اپنے کامون کو کرتے ہی چلے جاتے ہین
اور آخر کو کامیاب ہوتے ہین۔ اگر ایک مستقل مزاج زمیندار اپنی اراضی کی درستی
اور آبادی مین مصروف ہو اور اُسے اپنے مایۂ بضاعت کو اُس اراضی پر نثار اور اپنی

تدابیر کا انبار جنگل کے گلزار بنانے مین صرف کیا ہو بیمار ہو جائے اور اسکی سعی اور جستجو کے
پانون لنگڑے ہو جائین اور جان پر بنجائے اُس سے اُسوقت حکیم صاحب جو معالج ہون
بکمال عنایت نصیحت فرمائین کہ لو گٹھڑی باندھو اور یہان سے اب چلد و ورنہ مر ہی
جاؤگے اور وہ رو رو کہے کہ حکیم صاحب مین یہان سے ہٹا اور میرا کیا کرایا سب مٹا
مین کیونکر جاؤن اور جاؤن تو کہان جاؤن اور جاؤن تو کیا کھاؤن اور حکیم صاحب
فرمائین کہ بھائی مثل مشہور ہے کہ جی ہے تو جہان ہے اور بیمار بعد تشکر یہ ہمدردی عرض کرے
کہ نہین جناب یہ مثل تو اُلٹی ہے جہان ہے تو جی ہے اور اپنی جگہ سے نہ ٹلے اور انجام کو مر جائے
یا اچھا ہو جائے تو معلوم نہین کہ وہ اپنے فعل کا سرکار عقلا سے کیا صلہ پائے اگر کوئی
یہ کہے کہ اس بیمار نے جہالت کو کام فرمایا اور اچھا ہو گیا تو بھی برا کیا تھا اور جو مر گیا
تو اپنی ضد کا مزہ چکھا تو ممکن ہے کہ اسپر یہ اعتراض ہو کہ اگر ایسے ہی افعال جاہلانہ سمجھے جائین
تو دشمن سے لڑنے اور ملک کی حفاظت کرنے کو میدان جدال او قتال اور حرب و ضرب مین جہان
بزن و بگیر کے نعرے بلند ہون اور تلوارین چمک رہی ہون اور دنا دن بندوق اور
توپین چل رہی ہون اور موت نہایت ارزان اور صحت و سلامت بہت ہی گران قیمت پر
بکتی ہو کوئی بھی جا کر عاقل نہ کہلائیگا ایسے معارک صعب مین جو جاتے ہین وہ تو
جی پر کھیل ہی کے جاتے ہین اور اسی مسئلہ پر یقین کر کے جان جوکھم کرتے ہین کہ جہان ہے
تو جی ہے اگر ہمارا ملک ہمارا وطن ہمارا آذوقہ ہماری جایداد جاتی رہے تو پھر جی کر کیا
کرینگے اور جیتے بھی رہے تو مُردے سے بدتر ہونگے جن لوگون نے تاریخ کو ملاحظہ کیا ہے
اور بڑی بڑی لڑائیون کے حالات پڑھے ہین اُنپر مخفی نہین ہے کہ اسی قسم کے
مستقل مزاجون نے بڑے بڑے معرکون مین اندک جمعیت سے فوج مظفر موج پر

فتح پائی ہی اور تھوڑون نے بہتون کو بھگا دیا ہی مگر جنکے مزاج مین مردی اور استقلال نہ تھا انکے حسب حال یہ حکایت ہی جسکو منشی سید غلام حسین خان بہادر جنت آرامگاہ جاپنچ سلک نظم مین منسلک کیا ہی ؎

هنوزم بیاد ست نقل خوشی | که بد مرد را اهل و کمال و هشی
بملک تتاری سپاهی دلیر | شجاعت شعارے بمانند شیر
زنش بود خوش مهوشے حور نام | بهم صحبت او چه صبح و چه شام
بجنگ سپاهان ز ملک تتار | بهمراه شه شد به اسپ سوار
چو هنگامهٔ کارزار عیان | شد از هر دو سو لیک گرز و سنان
پس از کشت و خون چون بر و مصاف | ظفر شد نمایان بهر دو صفاف
گریزان شد آن مرد از رزمگاه | شتابان بنوعے که بے یک نگاه
بزد نعرهٔ زان میانش کسے | که ای مردیت چون ندارم شکے
بحیرت درم مگریزی چرا | بزن تیغ بر فرق اهل وغا
کنی ار ملقب به غازی شوی | و گر کشته گردی بجنت روی
به حور اشوی همکنار و بغل | بیا و بیا در مصاف جدل
بگفتا مرا هست در خانه حور | و هم جان به نسیه چه باشد ضرور

شک نہین ہی کہ جو نقد عافیت کو نسیہ سلامت پر ترجیح دیتے ہین وہی دشمن ملک و قوم و ملت و دولت ہوتے ہین اور اپنی جان و مال کو اپنا عزیز کرتے ہین کہ چاہے ہزارون کا جان و مال تلف ہو مگر انکی خیر ہو حالانکہ آخر کو انکی نہ جان بچتی ہی نہ مال بچتا ہی اور سیلاب آفت مین انکی کشتی سلامت ڈوب جاتی ہی۔

تلون کی ضد استقلال ہی اور استقلال کی روح محنت ہی مگر محنت سے مراد زمین کھودنا اور کدال پھانبھنا ہی نہین ہی بلکہ طبیعت اور دل و دماغ ہاتھ پاؤن سب کو ایک جانب متوجہ رکھنا محنت کی تعریف مین داخل ہی جن انسانون مین تلون نہین ہی اور استقلال کے ساتھ محنت اُنکے قابو مین ہی اور وقت کی قدر و منزلت بھی نگاہ مین ہی وہی جاگیردار دنیا اور عقبیٰ کے ہین اُنھین کا یہ مردانہ قول ہی ؎

مشکلے نیست کہ آسان نشود		مرد باید کہ ہراسان نشود

محنت اور استقلال انسان کے وہ جوہر بے بہا ہین جنکے پاسنگ مین ذہانت اور ذکا یا جو قیمتی خاصہ یا شے سمجھی جاسکے ویسی ہی بدنما اور حقیر ہی جیسے ہیرے کے ساتھ لوہا اور موتی کے ساتھ کوڑی یہ قول ؎

بسی کار فرما کار گر مستانہ میگردد		سر آمد کوہ کن زان تیشہ کہ شیرین لب و شکر دہن

بالکل صحیح ہی اور تاوقتیکہ سعی اور محنت کرنے کا کوئی عمدہ باعث نہو سعی نہین ہو سکتی مگر جو شیرین کی طرح باعث ہو سکتی ہی وہ شیرین سے شیرین تر امید ہی ظفریابی کی امید پر لڑائیون مین انسان جاتے ہین جینے ہی کی امید پر زہر کھالیتے ہین غرضکہ استقلال کے ساتھ معمولی عقل سے جو ہر شخص کو واہب حقیقی نے عطا کی ہی جاہو جس امید پر ایک محنتی کشتی کا ناخدا بنے تو اُسکا بیڑا پار ہی ایک کند ذہن یعنی جسکا نور فطری دھندلا ہو اور ذہین جسکا وہی جوہر مجلا ہو ایک ساتھ پڑھنا شروع کرین اور برابر محنت کرین تو چاہے ذہین جلد منتہی ہوجائے مگر یہ ممکن نہین ہی کہ کند ذہن ناکام رہے دنیا مین آج جس شے کی جگمگاہٹ ہی وہ اُنہین لوگون کی کمائی ہی جنکو محنت کی عادت اور مشکلون کے برداشت کی قوت تھی گو یہ سچ ہی کہ جنکو فطری ذہانت ہی اُسکی سمجھ مین

مشکل بات جلد آجائے مگر ساتھ ہی اُسکے ذہن میں کچے ذہن سے اُسی طرح جیسے اُسنے جلد سمجھ لیا تھا نکل جاتا بھی
اتنا ہی آسان ہے جتنا سمجھنا تھا اگر ذہین کی مثال ایک تیز رو گھوڑے سے اور بلید الذہن کی لدے ہوے
اونٹ سے دیجائے تو کیا گھوڑا تیز رو چالاک سوار کو اپنی پیٹھ پر لیکر جلد منزل پر پہونچ جائے
تو اُسی منزل پر آہستہ آہستہ قدم اُٹھا کر اونٹ نہ پہونچیگا ضرور پہونچیگا فرق یہ ہوگا کہ گھوڑا
جلد اور اونٹ دیر مین پہونچیگا بلکہ بہتر ہوگا کہ کند ذہن کی مثال پتھر سے دیجائے کہ جسپر
نقش ہونا آسان نہین ہے مگر جب منقش ہوگیا تو مٹانا بھی ایسا سہل نہین ہے جتنا چاندی کے
نقش کا دور کرنا - اگر غور سے دیکھا جائے تو صاحبان ذہانت اور خداوندان حافظہ
اور اُنکے خلاف کے لوگون کی قوت دماغی اور جذب دلی مین اُتنا ہی فرق نکلیگا کہ پہلی
قسم کے لوگون کو جو بات تھوڑی محنت سے آجاتی ہے اُسکے حاصل کرنے مین دوسری قسم کے
لوگون کو زیادہ محنت کرنی پڑتی ہے مگر محنت کرنے مین دونون کا درجہ مساوی ہے عجب نہین ہے
کہ ذہین خود اقرار کرین کہ اُنھون نے جو کچھ سیکھا ہے وہ اُنکے ذہن کا نتیجہ نہین ہے بلکہ محنت کا
پھل ہے مختصر یہ ہے کہ بلا محنت اور استقلال اگر کوئی شخص چاہے کہ کچھ حاصل کرے تو ممکن
نہین ہے اسلیے محنت کے ساتھ امید اور ہمت اور دلیری کو رفیق کرنا چاہیے ورنہ محنت
بے محنت کے برابر ہے اسواسطے کہ جب نا امیدی کی گھٹا سر پر چھائی ہو اور پست ہمتی کا دیا
ڈبانے کو موجود ہو تو محنت ہو ہی کب سکیگی دلیری اور جسارت ہی دنیا کے کامون کی
بنانے والی اور عقبیٰ کے امور سنوارنے والی خاصیت انسانی ہے اگر یہ خاصہ نہ ہو تو انسان کچھ
بنائے کچھ نہ بنے دلیری ہی سے تو انسان فتح او ظفر کی امید کرکے ہولناک معرکون مین
گھس پڑتا ہے چلتی ہوئی توپ کا منھ بند کرتا ہے مست ہاتھی کا مقابلہ کرتا ہے دلیری ہی
آدمی کو ہر قسم کی قوت کو کام مین لانے کے لائق کرتی ہے دلیری ہی امیدون کو ابھارتی

اور محنت کے باغ کو سرسبز کرتی ہے اور سعی کے گلشن میں پھول پھلاتی اور بیل لگاتی
اور بہار دکھاتی ہے- امرا اور صاحبان ثروت سے زیادہ دلیری اور جسارت فلک زدون
اور کنگالون کو برومند اور کامیاب کرتی ہے کہ وہ اُسی نعمت سے مالامال ہو کر اپنی سختی کے
دنون کو کاٹتے ہین جن دنون مین جلاک دھوپ سے کرہ دنیا جہنم بنجاتا ہے سموم کے
جھونکے چلتے ہین وہ مکانون کی جلتی ہوئی بلند چھتون پر چڑھ کر اور بھی
آفتاب کے قریب ہو جاتے ہین اور بڑی بڑی بلند دیوارین اُٹھاتے ہین اور دلیری
کی بدولت نہ تو لو سے ڈرتے نہ گر پڑنے کا خوف کرتے ہین جب بادل گرجتے ہین اور
کالی گھٹا سے روز روشن شب تار بنجاتا ہے اور بجلی کی چکا چوند لگتی ہے تو پانی کے سیلاب کو
سر پر بوجھا لیے روندتے چلے جاتے ہین نہ بجلی کے گرنے کا اُنکو خیال ہوتا ہے نہ کسی اور
آفت کا جاڑے مین جب برف گرتا ہے چھتون اور راستون کو وہی بے پروائی اور دلیری سے
صاف کرتے ہین اور گرتی ہوئی برف کو اپنے سر لیتے ہین اپنے بدنون کو چکنا چور
کرتے ہین اُن بیچارون کو جان جوکھم بلندیون پر چڑھانے گہرے کنوئین جھکانے
سنسان میدانون مین پھرانے والی پیاری عروس امید ہے جو اُنکی بغل مین ہوتی ہے
اور اُسی کے سہارے سے دلیری اور جسارت کرتے ہین اور خوف و خطر سے بے نیاز
ہوتے ہین-

خلاف تنگدستون اور مفلوکون کے جو مالدار ہین اُنکو ناامیدی ہی سے زیادہ
اُنس ہوتا ہے اور اُنھین کی زبان سے یہ سنا جاتا ہے نا امیدی اول امید ماست-
اور باوجود پست ہمتی اور یاس کے جو اُنکے دل پر چھایا رہتا ہے اگر کوئی تمنا پیدا ہوئی
تو وہ اُنکو دیوانہ بنا دیتی ہے اور اُسی سوچ و فکر مین پڑ جاتے ہین کہ اگر خواہش اوسکی نہ کیے

قدم اٹھائین تو ٹھوکر نہ کھائین گھوڑے پر سوار ہون تو وہ دے نہ مارے گاڑی پر لدین
تو ٹوٹ نہ پڑے اور اسکے مصداق نہو جائین ۔ دونون دین سے گئے پانڈے حلوا ملے
نہ مانڈے ۔ پھر ان خیالات خام اور دور از کار اوہام کے سوا اپنے ہی سے مزاج اور
طبیعت کے لوگون کے ہاتھ اوقات ہو کر طالب رائے ہوتے ہین اور اُنسے بھی اُسی قسم کی
صلاح پاتے ہین جیسی خود انکی تھی اور انجام مین یہ کہکر ؎

از خیال این و آن سررشتہ راگم کردہ ام	شد پریشان خواب من از کثرت تعبیرہا

تمنا کی سرکار مین بادعوی اور استغنا داخل کرتے ہین یہ اُنسے نہین ہو سکتا
کہ جو قصد کیا جو ارادہ ذہن مین گذرا اُسکے انجام کی دُھن باندہ لین صبر و تحمل
اور استقلال اور ہمت کی فوج لیکر امید کے سہارے میدان کارزار مین جا پہونچین
اور سستی سے دشمن سے ہم نبرد ہون اور اُسکے ساتھ ہاتھا پائی مین جو محنت پڑے اُسکو
جھیل جائین اور ہرگز اُنکے عالی خیالات مین نہین گذرتا کہ عاقلون کا مقولہ ہے کہ مانع
معیشت اور رزق پہلے کاہلی ۔ دوسرے عورتون سے رغبت ۔ تیسرے بیماری دائمی ۔
چوتھے الفت وطن ۔ پانچوین قصور ہمت ۔ چھٹے خوف ہے اور یہ موانع صرف صاحبان
تمول کو لاحق ہوتے ہین کاہلی اور قصور ہمت اور خوف تو اُنکا خزانہ اُنمین پیدا کرتا ہے
اور اُسی کے حفظ کے لیے الفت وطن پر مجبور ہوتے ہین اور عورتون کی محبت اور بیماری
سستی حل وہی خزانہ بازار بے اعتدالی سے خرید دیتا ہے مگر سارے مالدارون پر کوئی بالا
اتہام لگانے بھی بڑی ہٹ دھرمی اور گستاخی ہوگی کیونکہ اگر سارے اغنیا ان
علتون مین مبتلا ہوتے تو کنگالون کی بڑھی محنت سے کچھ بھی دنیا مین نظر نہ آتا بڑے بڑے
بادشاہ اور صاحبان حکومت اور دولت ایسے گذرے ہین کہ عین ایام فراغت مین

جب امر پر انکے ذہن جم گیے اسکو کر ہی چھوڑا اور کسی آفت کے پیش آنے پر اپنے توسن مراد کی باگ کو نہ موڑا چنانچہ مشہور ہے کہ اورنگ زیب شہنشاہ ہندوستان کو بستر علالت پر یکایک جو کسی خراج گزار کے بغاوت کی خبر پہونچی تو باوجود شدت بیماری سیدھا ہو بیٹھا اور حکم دیا کہ مردن موقوف قبر اسمار رسانیدا و رمعاً اسکی تادیب کو چلدیا یون ہی اور ہزارون مثالین بیان ہو سکتی ہین مگر صاحبان فہم کو حاجت نہین ہے انکو خوب معلوم ہے کہ امرا اور اغنیا نے کیسی کیسی محنتن کی ہین اور اپنی جسارت اور دلیری سے کیسے کیسے نشان قائم کیے ہین - حق یہ ہے کہ ہمت اور امید اور محنت سے انسان خاکی نہاد جو چاہے کر دکھائے اور جہان چاہے جا پہونچے بلند ہمتی اور عالی حوصلگی کے لیے کوئی خاص قسم کا ظرف درکار نہین ہے چنانچہ ایک دکھیا بوڑھیا کے لڑکے نے ایک ٹوٹا ہوا سروتہ کہین پڑا پایا اسکو وہ بڑی خبرداری سے رکھتا تھا اور حفاظت مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نکرتا تھا اسکی مان نے جو اسکے اہتمام کو دیکھا اور پوچھا کہ تم کیے سروتہ ٹکڑے کی کیون خبرداری کرتا ہے تو اسنے کہا کہ امان یہ ٹکڑا آنکس سے مشابہ ہے اور اسواسطے مین اس خیال سے اسکو رکھا چاہتا ہون کہ جب مجھے ہاتھی میسر ہو تو مجکو یاد دلائے کہ مین بچپن مین آرزو رکھتا تھا کہ ہاتھی میرے یہان بندھے اگرچہ اسوقت تو یہ کہنا صرف مان کے ہنسنے کا باعث تھا مگر جب اسی لڑکے نے اپنی سعی اور کوشش سے ایک نہین کئی ہاتھی خریدے تو وہ بوڑھیا بار بار اپنے فرزند کے ابتدائی خیال کو یاد کرتی اور دہراتی تھی اور اکثر اپنے پیارے بیٹے سے کہتی تھی کہ بیٹا تیرے ابتدائی ارادے بلند تھے دنیا مین برابر دکھائی دیتا ہے کہ ایک ہی خاصہ اور فطرت کا بچہ جیسا مالدار کے یہان پیدا ہوتا ہے ویسا ہی کنگال کے گھر بھی ہوتا ہے مگر بلالحاظ خاصیت اور فطرت کے

جو دونوں بچوں میں یکسان ہوتی ہے مالدار کا بچہ دولت ومال کا وارث ہوکر خود بھی مالدار کہلاتا ہے اور نادار کا بچہ عسرت کا ارث پاکر اپنے باپ کا خطاب حاصل کرتا ہے اور دونوں کی ابتدا تو اپنے اپنے باپ کے اعتبار سے ہوتی ہے مگر انتہا خود انکے ہاتھ پڑتی ہے اکثر مالداروں کے فرزند دربدر ذلیل وخوار ہوکر بدتر از نادار ہوتے ہیں اور بیشتر ناداروں اور مفلسوں کے بچے اپنے کرتوت سے سارے ولدّر دور کرکے مال اور دولت سے بھرپور ہو جاتے ہیں اور اس حالت کو دیکھ کر کون خط امتیاز دونوں طبقوں کے بچوں میں کھینچ سکتا ہے اور کسکو کمزور اور کسے زور آور اور کسکو انہونا اور کسے ہونہار بھانپ سکتا ہے مگر ہاں اسوقت کہ جب وہ بچے بڑھتے اور اپنے پاؤں چلتے پھرتے بولنے لگتے ہیں اور اپنی خوبی کے جوہر طفلانہ حرکتوں میں ظاہر کرتے ہیں اور ان حرکتوں سے جب جرأت اور دلیری اور استقلال جھلکتا ہے تو البتہ عقلا اندازہ کرسکتے ہیں کہ کون بچہ ہونہار ہے — ع

زلوح روے کودک بر توان خواند	کہ بد یا نیک باشد در بزرگی
سرشت نیک وبد پنہان نماند	توان دانست ریحان از دو برگی

جسکا ہندی ترجمہ صحیح ہونہار بروا کے چیکن چیکن پات ہے۔ فی الواقع نہ کسی انسان کی خاصیت اور فطرت میں تمول ہے نہ افلاس اور اسی اعتبار سے نہ کوئی چھوٹا کہا جاسکتا نہ بڑا مگر سعی اور ہمت اور محنت جسکو چاہے چھوٹا کرے اور جسکو چاہے بڑا اور زبان خلق سے جسکو چاہے صاحب اقبال کہلائے اور جسکو چاہے زیر بار ادبار اور منطقیوں کو اختیار ہے کہ وہ جہان آفرین وناظم حقیقی پر چاہے الزام لگائیں یا انصاف سے اسکی سچی عدالت کے قائل ہوں اور اپنی ناکامی کو خواہ حوالۂ تقدیر کریں یا

وابستہ تدبیر جانین مگر حقیقت حال یہ ہو کہ اُس واہب حقیقی نے اپنے فضل بے انتہا سے انسان کو سب مقدور دیا ہو اور جو چاہے وہ حاصل کر سکتا ہو۔

باب پنجم

الٰہی پرتو نور یقین دہ شمع جانم را	بشو از حرف باطل یکقلم لوح بیانم را

بلا فرق نوعی ہر انسان کو حاجت بہم رسانی معیشت کی ہو اور محنت کرنے پر مجبور ہو

جہانتک انسان نظر آتے ہین سب بنی آدم ہین اور کون انکار کر سکتا ہو کہ سب ایک ہی مان اور باپ سے پیدا ہوے اور سب مین ایک ہی خون اور گوشت نہین ہو سارے انسان چاہو کسی بر اعظم مین پیدا ہوے ہون یا کسی قوم مین اپنے کو شمار کرین یا کسی ملک مین رہتے ہون گورے ہون یا کالے ہونٹ موٹے ہون یا ناک چپٹے ہون ایک ہی قسم کے اعضا اور جوارح رکھتے ہین اور ایک ہی طرح پلتے اور بڑھتے ہین اور آخر کو موت سب کو ایک ہی طرح صفحۂ دنیا سے مٹا دیتی ہو اور جب یہ حال ہو تو چاہیے تھا کہ کل بنی آدم کی ایک ہی حالت ہوتی حالانکہ جہانتک دیکھا جاتا ہو حالت انسانی مین اختلاف پایا جاتا ہو اور جسطرح تمام دنیا کی موجودات کسی نہ کسی اعتبار سے تین درجون مین منقسم ہو اسی طرح بنی آدم بھی تین درجون اعلیٰ اوسط ادنیٰ مین بٹے ہوے ہین درجۂ اعلیٰ مین تو امرا داخل ہین جو صاحبان مال اور دولت ہین اور متوسطین مین انکا شمار ہو جو اپنے مایحتاج پر قادر ہین اور ادنیٰ درجہ مین وہ بیچارے بھرتی ہین جو بہم رسانی قوت لایموت مین درماندہ اور اپنی احتیاجون کے رفع کرنے مین پریشان ہین - چاہو یہ تقسیم اسلیے غیر پائدار ہی کیون نہو کہ تقسیم مذکور کی بنا مال اور دولت پر ہو اور بہت ممکن ہو کہ جو نیر گوار ایک دن طبقۂ اعلیٰ مین گنے جائین

دوسرے روز مال اور دولت کھو کر درجۂ ادنی والون کی صف مین جا بیٹھین اور درجۂ
ادنی والے مال اور دولت حاصل کر کے اُنکے جانشین ہون اور یون ہی متوسطین
گھٹ بڑھ کر اُن دونون صفون مین سے کسی مین داخل ہو جائین لیکن فی زماننا
یہی تقسیم جاری ہی اور اس تقسیم سے بہتر کوئی اور تقسیم ہو بھی نہین سکتی اسواسطے کہ
جس اعتبار پر تقسیم کیجائے وہ اعتبار خود ناپایدار ہوگا مثلاً تقسیم مذکورۂ بالا باعتبار
علم وفضل کی جاے سو حصول علم اور فضل کے واسطے بھی مال اور دولت ہی درکار
ہوگی اور جاہل جو ادنی درجہ مین گنا جاسکتا ہی وہ بھی اور صرف زر کے اپنا شمار درجۂ
اول مین کرا سکتا ہی یا اولاد آدم مین جو کسی وجہ سے نامی اور گرامی مشہور ہو گئے ہین
اُنکو درجۂ اعلیٰ مین اور جو اُنسے گھٹ کر گذرے اُنکو متوسط اور گمنامون کو ادنے
قسم مین داخل کیا جائے اور اُنکی اولاد اور احفاد نسلاً بعد نسلٍ اپنے مورثون کے
مراتب مین بدستور قائم متصور ہو اور شرافت قومی اس تقسیم کا نام رکھا جائے تو بھی
صحیح نہین ٹھہر سکتا اسواسطے کہ ضرور نہین ہی کہ اعلیٰ درجے والے مورث کے سب
وارث مستحق ارث کے ہون بلکہ بہت ممکن ہی کہ اسی مورث کی اولاد مین ایسے بھی
پائے جائین جو ادنیٰ درجے کے انسانون مین بھی گننے کے لائق نہون وشیطان کے
مساوی ٹھہرین — ؎

پسر نوح با بدان بہ نشست	خاندان نبوتش گم شد

مشہور ہی اور بہت بھلے کے ان بھلے اور بہت دان کے سوم بہت کپوت
سپوت کے جیسے باپ مین وغیرہ زبان زد عام ہی غرضکہ جب خود انسان ہی فانی ہی
تو جس حیثیت سے اُسکی تقسیم کی جائے وہ بھی ناپائدار اور متغیر رہیگی اور اپنی استعداد

ایک بہ جدوجہد کرکے ادنی سے اعلی اور دوسرا سستی اور کاہلی کرکے فلک برتری سے تحت الثری میں پہونچیگا اور ایسا ہی قدیم سے چلا آتا ہے ۔

رو بشاہزادگان دانشمند	بوزارت بہ پادشہ رفتند
پسران وزیر ناقص عقل	بگدائی بہ روستا رفتند

چونکہ جب تقسیم درجہ ہاے انسانی نیز مستحکم ہے تو جو لوگ درجۂ اعلی میں داخل ہیں اور نیز متوسطین کو چاہیے کہ ادنی درجے والون کے بچون میں سے جو ہونہار اور محنتی ہون انکی دستگیری کرین اسواسطے کہ انکے مان و باپ کو خود اپنا پیٹ پالنا دوبھر ہے تعلیم اور تربیت اولاد کا مقدور کہان سے لائین وہ تو یہی کہتے ہیں ع

از دست گداے بینوا ناید ہیچ	جز آنکہ بصدق دل دعائے بکند

یا انکی یہ عرض ہے ۔

اگر من ناجوانمردم بہ تدبیر	تو بر من چون جوانمردان گذر کن

لیکن جو لوگ انکی آواز پر کان نہ لگائین وہ اسکا تو خوف کھائین کہ کہین انکی اولاد گمشدگان فریادیون میں نہ پہونچ جاے اور پسر نوح کی ہمسری کی مدعی نہ بنجاے اور اسواسطے ضرور ہے کہ وہ تعلیم و تربیت مین اپنے بچون کے اہتمام کرین اور وقت تعلیم کا ہاتھ سے نہ دین - ہان اگر انھون نے اپنی اولاد کے واسطے کوئی اور تقسیم نکالی ہو اور ایک درجہ اور ان لوگون کا ٹھہرادیا ہو تو شاید وہ بے پروا ہونگے اور یہ سمجھے ہونگے کہ اگر انکی اولاد جاہل رہجائیگی یا حالت افلاس مین ہوگی تو بھی وہ اپنے آبا و اجداد کے نام پر بکیگی اور لائق پرستش ٹھہریگی سو اول تو انکی انوکھی تقسیم باقی نہ جائیگی اور مانی بھی جائے تو شہرہ اسکا حکم رکھیگی یعنی جہانتک

انکا نام مشہور اور مشتہر ہوگا اور جبتک رہ سکیگا وہین تک اسی وقت تک انکو پہلے
کپڑون اور لباس جہالت مین کوئی عزت دیگا مگر آخر کو وہ درجۂ ادنی سے باہر کیونکر
رہ سکینگے اور کہانتک ایسے لوگون مین سے

آن ناکسان کہ فخر باجداد میکنند		چون سگ بہ استخوان دل خود شاد میکنند

داخل اور شامل رہینگے - جیسا ابتداء اگر باب ہذا مین بیان کیا گیا کہ ہرگاہ سب انسان
ایک ہی باپ کے بیٹے ہین تو مثل دیگر موجودات کے آنکی حالتین مختلف کیون ہین
سو اسپر کوئی تعجب کرنے کی وجہ نہین ہی اسواسطے کہ ہر قسم کے موجودات کی کوئی نہ کوئی
کان عزت ہی اور ایک ہی اسباب اور علت سے کتم عدم سے وجود شہود مین آئے ہین
اور جسطرح آنکی تقسیم جس اعتبار سے ہوسکتی ہی ویسی ہی انسان کی بھی ہونی چاہیے
تھی سو ہوئی مگر چاہو وہ تقسیم کیسی ہی ہو اور حالت موجودہ اچھی سے اچھی یا بری سے
بری ہو مگر کسی درجہ کا انسان اپنی معیشت کے حاصل کرنے سے مستغنی نہین ہی
اور قارون کا سا خزانہ بھی اگر معیشت مین صرف ہوتا رہے تو اکتفا نہین کر سکتا
اور اسلیے ہمہ سانی اپنی ما یحتاج مین شاہ وگدا اپنی اپنی حیثیت کے موافق گرفتار ہین
اور اگر کوئی یہ کہے کہ بادشاہ کی اولاد اور احفاد کو اپنی معیشت کی فکر کی کیون ضرورت
ہوگی اور مالکان اراضی کو جنکے یہان غلہ بافراط پیدا ہوتا ہی کیا ڈھونڈھتا ہی تو
یہ سوال ایسا خیال ہوگا کہ بالا سمجھے کیا گیا اسواسطے کہ بادشاہ کو تو خود اپنی معیشت کی
فکر ہوتی ہی چہ جائیکہ بادشاہ کی اولاد بادشاہ کو تو اپنی رعایا سے بھی اپنے لیے زیادہ
فکر کرنی پڑتی ہی جنکے رہتے ہین سو آنکو سوا اشکل ہی بادشاہ کی فکر اگر خود اپنی ہی
معیشت تک محدود ہوتی تہانتک آسان تھی بادشاہ کے ذمہ تو تمام انکے قلمرو کے

باشندون کی معیشت کی فکر بندھی ہوئی ہے یون ہی جسکے پاس زمین ہے اسکو اُس
زمین کے بقا کی تدبیرین اور جو زمین کو جوتتے ہین اور زراعت پیدا کرتے ہین انکو بھی اپنی
معیشت کے قائم رکھنے کی فکرین لاحق ہین یون ہی ہر ایک صاحب دولت کی صورت ہے اور جب یہ
یاد رہا کہ کوئی درجۂ انسانی ایسا نہین ہے کہ جو حالت تغیر اور تبدیل مین ہو اور فکر معیشت کی
ہر ایک کو بطور مساوی لاحق ہے تو نوجوانون کو لازم ہے کہ جب اپنی استعداد علمی کو
اُس حد تک پہونچائین کہ اپنی بھلائی یا برائی پہچان سکین تو خواہ اپنی راے سے
یا والدین کی صلاح سے ٹھہرائین کہ آنکی زندگی کے بسر کا اور روپیہ پیدا کرنے کا کون
ذریعہ بہتر ہوگا اور ایسے تصفیہ کے وقت دھیان کرین کہ دنیا مین زندگی کے بسر
کرنے کے جتنے ذریعے ہین اُن سب مین روپیہ حاصل ہوتا ہے اور روپیہ جب دیانت کے
ساتھہ حاصل کیا جاے تو چاہے جس ذریعہ سے اور پیشہ حرفت اور صنعت سے حاصل
کیا جائے نہ وہ ذریعہ مذموم ہوگا نہ وہ پیشہ ذلیل ہوگا بلکہ وہ سب ذریعے اور پیشے
مبارک ہین جنمین ایمانداری اور دیانت داری برتی جاے خواہ اُن پیشون کی وجہ سے
کپڑے میلے ہون یا ہاتھہ گندے ہون اور کوئی ایسا پیشہ نہین ہے کہ جسکے اختیار کرنے سے
کوئی حقیر ہو جائے یا ذلیل ٹھہرے جب روپیہ کثیر ہوگا تو حقیر بھی عزیز ہوگا اور جب روپیہ
نہوگا تو عزیز بھی محقر ہو جائیگا اور عزت ملنے کے لیے صرف ایسی دیانت انسان کو
درکار ہے جو ہر طرح میل ریا و مکاری سے خالص ہو۔ اور جب تصفیہ ہو چکے کہ کون
پیشہ اختیار کرنا چاہیے تو اُسی پیشہ کے متعلق علوم حاصل کرنے کی جانب اپنے
سمند توجہ کی باگ کو پھیرین اگر کسی لڑکے کے والدین اسکا تصفیہ کرین کہ انکا لڑکا
پیشۂ اسہ دین ہو تو ابتدا ہی سے اُس لڑکے کو اُسی راہ پر چلنا چاہیے اور اُسی خیال کے

ساتھ اُسکو تکمیل اپنے تحصیل علوم کی کرنا چاہیے اور ہر علم سے اُسی کے متعلق نتیجے نکالنے کا سلیقہ پیدا کرنا چاہیے اور خوب سمجھ لینا چاہیے کہ وہ ایک بہت بھاری گاڑی مین جوتا گیا ہی اور اُسکے ذمہ کیا گیا ہی کہ تمام علوم پر وہ ماہر ہو اگر وہ کسی علم مین قصور کریگا تو اُسکے مقابلہ کرنے والے اُسی مین اُس سے بحث کرنے کو تیار ہونگے اور جب وہ اپنے کو پیشواے دین قرار دیگا اُسپر بڑی بڑی ذمہ داری عائد ہونگی - ۵

پیشواے را بلاے در قفا ست	واے بر فردے کہ سر دفتر بود

یا کسی نے کوئی اور ذریعہ زراعت تجارت حرفت صنعت کا اپنے لیے چنا ہو تو اُسکے متعلق اکتساب علوم کی راہ اختیار کرنا ضروری ہی پھر اُس راہ مین پوری اور محنت مستمر کرنی لابد ہی اگر ایسا نہ کیا جاے اور کسی غرض کو خاص قائم کرکے تحصیل علم نہ کیجاے تو وہ غرض پوری نہو سکیگی مگر جب تحصیل علم کی بنا کسی خاص مقصد پر محدود ہوگی تو اُس مقصد کے متعلق سارے علوم محنت اور توجہ کامل سے سیکھنے کی رغبت ہوگی اور جب علم متعلقہ مقصد مذکور پوری توجہ سے حاصل ہوگا تو اُسکو بقا اور ثبات ہوگا اور وہ مقصد نہایت کامیابی کے ساتھ حاصل ہوگا -

چاہو جو پیشہ اختیار کرنے کا قصد ہو اُسکے ساتھ یہ یاد رکھنا لابد ہی کہ کوئی پیشہ اور کوئی ہنر بے اسکے کہ اُسکے متعلق کی باریکیان سیکھی جائین اور اُسنپر علم کامل حاصل رونق نہ پاسکیگا اور اسواسطے پڑھنا لکھنا سیکھنا ہر علم کے حاصل کرنے کا ابتدائی سامان ہی جہان کے باشندون نے اسکا فیصلہ کر لیا ہی کہ چھوٹے چھوٹے کامون مین لکھنے پڑھنے کی ضرورت نہین ہی وہی روز بروز نیچے ہوتے چلے جاتے ہین اور اُنپر ترقیون کے دروازے بند ہوگئے ہین اگر ایک لوہار یہ سمجھ لے کہ اُسکے پیشہ کے واسطے

اسی قدر کافی ہی کہ وہ اپنے لڑکون کو جسطرح وہ لوٹا گاتا تا اور گڑھنا جانتا ہی سکھلاویگا اور کوئی حاجت اُن لڑکون کو لکھنے پڑھنے کی دقت اُٹھانے کی نہین ہی تو ہوسکتا ہی کہ وہانتک اُسکی راے صحیح ہو کہ جتنا اُسکو خود سلیقہ ہی اُسکے لڑکون کو بھی پیدا ہو جائے مگر بدون لکھے پڑھے ہونے کے اُن لڑکون سے امکان مین نہوگا کہ اُسمین وہ کچھہ ایجاد کر سکین یا اپنے باپ کی صناعی سے آگے قدم دھر سکین لیکن اُسی کمہار کے لڑکے جب لکھہ پڑھہ جائین اور یہ فیصلہ بھی کر لین کہ وہ بھی اپنے باپ کا پیشہ اختیار کرینگے اور تب فن حدادی سکے متعلق کتابون کو بہم پہونچا کر توجہ کامل اور محنت مستمر کے ساتھہ پڑھنا شروع کرین اور اپنے دماغون مین بھر لینگے تو کہین اپنے باپ سے وہ افضل ہونگے اور ایجاد کا سلیقہ حاصل کر کے اپنے باپ سے سوچند معیشت بہم پہونچا سکینگے اور یون ہی دوسرے پیشہ ورون کا حال ہوگا۔

افسوس ہی کہ ہندوستان کے پیشہ ورون نے ایسا ہی کچھہ خیال کر لیا تھا جیسا ایک کمہار کا اوپر بیان ہوا اور اُسکا نتیجہ ہی کہ ہندوستان مین جو صناعی تھی وہ یہانتک کم ہوگی کہ اُسکو گم کہہ سکتے ہین مگر اہل یورپ نے اُن پیشون کو لکھہ پڑھہ کر وہ سونق دی اور وہ ایجادین کین کہ جنکو ہماری آنکھین دیکھہ کر چکا چوند کرتی ہین اور چونکہ یورپ کے اہل فنون کے نمونے ڈھیر یون ہندوستان کے بازارون مین دیکھنے والے دیکھتے ہین لہذا اُنکے بیان مین صرف کتاب کو طوالت دینا اور اپنے کو دریاے حسرت اور حیران مین ڈبونا ہی یا ایک مرثیہ تصنیف کرنا ہی۔

باب ششم

الٰہی خاتم مہر سلیمان ساز نامم را | ز فیض اسم اعظم بخش تاثیر کلامم را

محنت اعتدال سے زیادہ نہونا چاہیے اور ہر شخص کو اپنا معین اور مصلح خود ہونا چاہیے
اور اپنے حقوق کی عنان خود اپنے ہی ہاتھ مین رکھنا چاہیے

اگرچہ رات تھوڑی اور کہانی بہت ہی مگر تقریر کو زیادہ طول دینا اور سارے مطالب کو بیان کرنا مشکل ہی لہذا کچھ تھوڑا سا اور یقین دلانے کے لیے لکھا جاتا ہی انسان کے لیے ضرور نہین ہی کہ ابتدا ہی سے روپیہ اُسکے ہاتھ مین ہو تو وہ دنیا مین کامیاب ہو ورنہ نہین اور کہانتک محنت کرنی چاہیے پس واضح ہو کہ جب تحصیل علم سے انسان فارغ ہوتا ہی تو چاہے کسی حالت اعلی یا ادنی مین وہ ہو کام کاج کا بوجھ سر پر آتا ہی اور وہ کام یا تو ایسے ہوتے ہین کہ اُنمین محنت دماغی کرنی پڑے یا جسمی اور صرف اپنی ہی محنت دماغی یا جسمی سے وہ پورے ہو سکتے ہین یا دوسرون کی مدد سے اور اُنکے انصرام کے لیے علاوہ اُن علوم کے جو حاصل ہون استقلال اور جفاکشی اور محنت مستمر کی ضرورت ہوتی ہی اگر کام کاجی آدمی جاہل ہی تو اُسکی محنت او مشقت صرف ہاتھ پانؤن کی تھکا دینے والی ہی اور بے لطف و محض خشک مگر وہی محنت کرنے والا اگر ذی علم ہی اور انصرام کام مین مشغول ہو تو جو کچھ علم اُسنے حاصل کیا تھا اُسوقت کہ کسی کام کے پورے کرنے کی فکر اُسکو در پیش ہو عجیب لطف دیگا یعنی اُن علوم سے اُسکا دل ایسا روشن ہوگا جیسا کہ ایک تیرہ و تاریک محل کو اندھیری رات مین جھاڑ و فانوس منور کرتے ہین اور اُسکا قلب منور سمجھایگا کہ کن خصائل عمدہ کو وہ اپنا رفیق کرے اور کیونکر کام کو انجام تک پہونچائے اور پلکا کرے اور اُسی سوجھ سے یہ بوجھ ہوگی کہ دیانت عدالت تحمل سے چلو اور نفع اور ضرر کی دوربین آنکھون کے آگے رکھو

یہ وسوسہ تو ضرور بے اصل ہی کہ انسان کو اپنی معیشت کے بہم پہونچانے کے واسطے
روپیہ کی ایسی ہی ضرورت ہی جیسے ایک کاشتکار کو اپنی زمین پر بیج پھیلانے کے لیے
روپیہ کی درکار ہی بیشک اگر روپیہ ہو تو روپیہ اور محنت ملکر جلد اثر پیدا ہو سکتا ہی اور فراوانی
معیشت کی ہو سکتی ہی لیکن خواہ مخواہ محنت کے ساتھ روپیہ کی حاجت نہین ہی مگر
محنت کی اور محنت کی بیشک جسکے پاس روپیہ نہین ہی اور محنت ہی محنت کا بھروسہ ہی
اُسکو ابتدا تو دقت سہنی اور مشقت اُٹھانی پڑیگی مگر جو جھیل جائے اور کفایت شعاری
اختیار کریگا تو وہ آخر کو صاحب زر بھی ہو جائیگا اور پھر روپیہ اور محنت دونون سے
فائدہ اُٹھانے لگیگا اور کہین اُس شخص سے افضل شمار ہوگا جسنے اپنے کام کی ابتدا
روپیہ اور محنت سے کی تھی دنیا مین کوئی نہ دکھلائی دیگا کہ جسنے محنت کی ہو اور دولت
نہ پائی ہو مگر ہو سکتا ہی کہ پہلے محنت سہی ہو پھر آخر کو گھبرا کے چھوڑ دی ہو اور وہ محروم
رہگیا ہو سو وہ حرمان درحقیقت ثمرۂ غفلت ہی نہ نتیجۂ محنت ہان بڑی محنت سے کبھی
اُس صورت مین کچھ فائدہ نہین ہو سکتا جب محنت کرنے کا سلیقہ نہو یا اپنی محنت کی
نمایش کی استعداد نہو اسواسطے کہ دنیا مین ایسے بہت سے محنتی نظر آتے ہین کہ جو رات
دن محنت ہی کے جھوے مین جُتے رہتے ہین مگر اُنکو وہ مرتبہ حاصل نہین ہی جو تھوڑی
محنت کرکے زیادہ نفع اُٹھاتے ہین سو اُسکی وجہ ظاہر ہی کہ جو محنتی بہت محنت کرکے
محروم رہتے ہین اُنہین صرف کوری محنت کا مادہ ہوتا ہی اور اپنی محنت کے اظہار
کرنے اور داد لینے کا سلیقہ اُنہین کم ہوتا ہی یا نہین ہوتا خلاف اُنکے تھوڑی محنت
کرنے والے اور زیادہ نفع اُٹھانے والے وہ ہوتے ہین کہ جو اپنی تھوڑی محنت کو
بہت دکھلا سکتے ہین اور اُنکی مثال ویسی ہی جیسے ایک لدّو ٹٹو اور سواری کے ٹٹو کی

لدو تو بوجہ نہونے خوش رفتار اور خوبصورت کے بھاری بوجھ بھی اٹھاتا ہے اور جتنا
فاصلہ سواری کا ٹٹو طے کرتا ہے اتنی ہی مسافت قطع کرتا ہے مگر منزل پر پہونچکر باوجود
اسکے کہ سواری کے ٹٹو نے ہلکا بوجھ اٹھایا تھا لدو بیچارہ روکھا سوکھا دانہ گھاس
پاتا ہے اور سواری کا ٹٹو ہری گھاس اور نفیس دانہ پاتا ہے پس جو مزدوری حاصل
کرنے کے واسطے محنت کرتے ہین وہ محنت چاہو جیسی ہو ان محنتیون کو یاد رکھنا چاہیے
کہ محنت کرنے کا پورا سلیقہ ہو اور اظہار محنت کی پوری لیاقت ہو وقت کی قدردانی ہو
تاکہ آج کا کام دوسرے دن پر نہ اٹھائین جو وقت پیش آئے اس سے گھبرا نہ جائین
اگر یہ سب امور محنت کے وقت مدنظر ہونگے تو محنت نہ اکھرےگی اور پوری اجرت بھی ملیگی
کیا یہ دیکھا نہین جاتا کہ ایک بازیگر اپنی تیزدستی اور چستی و چالاکی کے ذریعہ
تھوڑی سی محنت مین ڈھیریون روپیہ لے لیتا ہے اور جو اسکا اسباب بازیگری
سر پر لادے پھرتا ہے اسکو اسکا سولھوان حصہ بھی نہین ملتا سو اسکی وجہ یہ ہی ہے
کہ بازیگر کو اپنے فن مین کمال ہے اور اظہار و نمایش اپنے فن کی لیاقت ہے خلاف
دوسرے کے جو بوجھ اٹھانے کی محنت کے سوا اور جانتا ہی نہین یا وہ لوگ جو
دواسازی کرتے ہین اور اپنا روپیہ بھی خرچ کرتے ہین اور محنت بھی کرتے ہین
مگر انکو وہ نفع او صلہ محنت نہین ملتا جو ان دواؤن کا استعمال کرنا کسی
مریض کو صرف بتلا کے روپیہ حاصل کرتے ہین گو ترکیب استعمال اور بتلانے والے
بھی ضرور محنت کرتے ہین مگر نہ ویسی جیسی بنانے والے اور ایسی ہی بہت سی
نظیرین ہین —
کبھی کبھی ایکہی قسم کے دو محنتی بھی دکھائی دیتے ہین کہ ایک تو اپنی

محنت کے جنجال میں پھنسا رہتا ہے دوسرا باغ میں گلگشت کرتا ہے اور بازار کی سیر کرتا ہے لیکن تحقیقات کے بعد کھل جاتا ہے کہ جو رات دن محنت کی چکی گھماتا رہتا تھا اسکو حقیقت میں چکی چلانا نہ آتا تھا اسواسطے تھکا بھی اور ناتمام بھی اور بہو لہان ہوئے اور کام اسکا تمام ہوا اور دوسرا چکی گھمانے میں نہایت تیز دست اور مشاق تھا اور چکی گھمانے کی ترکیب کا ماہر تھا اور پچھلے دن کا اسکے پاس بقیہ نہ تھا اور نہ اگلے دن کے واسطے اٹھا رکھا تھا اور اسی واسطے ہر شخص کو لابد ہے کہ جس محنت کو اختیار کرے اسکی سہولیت کے دقائق اور نکات پر پورا ماہر ہو ورنہ نری محنت ہی سے کیا ہاتھ لگیگی اور محنت کے ساتھ ہر شخص کو ملحوظ رہے کہ اپنی محنت کا برتاو اعتدال سے زیادہ نکرے اور نہ دلیری اور ہمت کو بیجا صرف کرے ہاتھ پاؤں اور دماغ پر اتنا ہی زور دینا چاہیے کہ جتنے کی برداشت کا انکو تحمل ہو تاکہ وہ کمزور اور نکمے نہو جائیں عبادت ریاضت سعی کوشش اعتدال سے ہرگز زیادہ نہونی چاہیے اور جب ایک کام سے دل گھبرائے تو اسی کام کرنے پر دل کو مجبور کرنا بھی غلطی ہے شیخ سعدی ناصح جہان نے کہا ہے

نظر کردم بچشم رائے و تدبیر ندیدم به ز خاموشی خصالے

وہاں اپنی پند سودمند کی اصلاح بھی اسی کے ساتھ یہ فرما کر دی ہے

نگویم لب ببند و دیده بر دوز	که باشد هر مقامے را مقالے
زمانے بحث علم و درس تنزیل	که باشد نفس انسان را کمالے
زمانے شعر و شطرنج و حکایت	که خاطر را بود دفع ملالے
خدا لیست آنکه ذات بیمثالش	نگردد هرگز از حالے بحالے

غرضکہ کسی ارادے کے انصرام اور تکمیل میں اتنی محنت نہونی چاہیے کہ اعضا

مضمحل ہو جائیں یا جنکے وہ متحمل نہوں جہانتک وقت کے ضائع نکرنے کی تحریص اور جرأت اور دلیری سے ہر مقصد کے تکمیل کرنے کی عقلائے ترغیب دلائی ہو اسکا مطلب یہی ہو کہ انسان اپنی بساط سے زیادہ دلیری اور محنت کو کام مین نہ لائے اور نہ کسی کام کے انصرام کے لیے محنت شدید کی حاجت ہو بلکہ تمام کارہاے مشکل ہلکی محنت سے جو مستمر ہو پورے ہو جاتے ہین۔

ہلکی محنت اور مستمر سے مطلب یہ ہو کہ جس کام کے انجام کا قصد ہو اسپر پوری توجہ سے محنت کرنا چاہیے مگر وہ محنت ایسی نہو کہ رات دن برابر دل و دماغ یا ہاتھ پاؤن یا آنکھ اسی مین مشغول رہین مگر جب طبیعت گھبرائے دماغ پریشان ہو دل اُلجھے تو انکو مہلت دیجائے اور انھین افعال مین وہ مصروف کر دیے جائین جنکی طرف انکو رجحان ہو تاکہ وہ آسایش پاکر تازہ ہون اور بعد آسایش پا چکنے کے پھر جب محنت سے انکو فرصت دیگئی تھی اسی مین مشغول کیے جائین اور یہی عمل اسوقت تک جاری رہے کہ وہ کام پورا ہو جاے اور اسی کو محنت مستمر کہتے ہین ایک باپ نے اپنے بیٹے کو بہت محنت کرتے دیکھکر جو فرمایا تھا وہ قابل یاد رکھنے کے ہو۔ "دیکھو بیٹا اتنی محنت نکرو کہ تم خود محنت پر قربان ہو جاؤ" "وہین تک محنت کرو کہ دل اور دماغ اور جوارح تمسے بغاوت نکرین اور نافرمان نہو جائین" "یاد رکھو کہ انکی نافرمانی کا تم علاج نکرسکوگے" اس پند کو خاص اُن لوگون کو بھی یاد رکھنا چاہیے کہ جو اپنے اعضا اور جوارح کے سوا دوسرون سے بھی محنت لیتے ہین اگر دوسرے محنتیون کی برداشت کا پورا اندازہ وہ نکرسکین اور بنابرآن سے محنت ہی کراتے جائین تو وہ ازکار رفتہ ہو جائینگے یا نافرمانی پر آمادہ ہونگے ایک گھوڑے پر ہر وقت زین باندھا جا

اور اسکو مہلت آسایش نہ دیجاے تو یا وہ نکما ہوجائیگا یا خفا ہوکر اڑیل بنجائیگا
ہرحال مین صحت اور سلامت کے خیال کے ساتھ محنت کرنا چاہیے مگر اس خیال مین
اتنا بھی ڈوبنا نہ چاہیے کہ روح کو افکار لطیف سے بیکاری ہوجائے اور دماغ اچھے
خیالون سے خالی رہے کیونکہ اس حالت مین جسم آسایش طلب ہوگا اور جو نیک حکم
اُسکو دیا جائیگا اُس سے اُسکو عدول ہوگا اور اگر اچھے اور مفید خیال اور ارادون سے
دماغ خالی کیا جاے تو بحکم فلسفہ گویند خلا باشد محال- بری فکرین برے ارادے
روح اور دماغ کو لاحق ہونگے-

اب ایک محنتی کا حال جو ایک باپ نے اپنے بیٹے کو لکھا اور فرزند نے اُس سے
جو فائدہ اُٹھا کر باپ کو لکھا اُن خطوط کے مضامین بھی قابل لحاظ ہوشمندان
باریک بین ہین اور وہ یہ ہین- نور چشم من تمنے سنا ہوگا کہ لالہ تیج بہادر نے جب سے
شراب پینے کی عادت سے اپنے کو خراب کیا کیا فتور اُنکے علاقہ اور کاروبار مین
ہوے اور جو اُنکی غفلت سے ہمکو نقصان پہونچا شاید وہ تمنے نہ سنا ہوگا مگر اس خط سے
تمکو معلوم ہوسکیگا لالہ تیج بہادر نے بجاے اسکے کہ اپنے کو غافل قرار دیتے اپنے
کاروباریون پر وہی الزام دیا اور قرضخواہون کے تقاضون سے ناچار ہوکر لکھو
ساہو کو اپنا آدھا علاقہ ٹھیکہ دیدیا اور پار کے علاقہ کے نوکر چاکر سب برخاست کر دیے
اور جو روپیہ لکھو ساہو سے ملنا ٹھہرا اُسکے لیے یہ قرار دیا کہ لکھو ساہو سرکاری مالگذاری
ادا کر دیا کرے اور باقی روپیہ کو قرضخواہون کے حوالہ کیا کرے چنانچہ لکھو ساہو نے
وہ شرح لگان جو لالہ تیج بہادر نے مقرر کر رکھی تھی کم کر دی اور اس وجہ سے ہماری جایا
لکھو ساہو کے ٹھیکہ کی زمین ہلکے لگان کی لینی شروع کر دی اور انجام یہ ہوا کہ بہت سی

ہماری رعایا اُسی کے علاقہ مین جا بسی اور اس حکمت سے لکھو مذکور نے جسقدر زمین افتادہ
ہو گئی تھی تردد کرا لی اور اُس تعداد سے جسکے دینے کا لکھو نے لالہ سے وعدہ کیا تھا اپنی
نکاسی دونی کر لی پھر اُس بنیے نے لالہ کو دم دیا کہ بقیہ نصف علاقہ بھی اُسی کے سپرد
ہو جائے اور جسقدر بالفعل وہ علاقہ سے پاتے ہین اسکا سوایا لین چنانچہ لالہ تیج بہادر نے
منظور کر لیا اور لکھو کل زمینداری پر متصرف ہو گیا چند روز ہوے کہ مین لکھو کے پاس گیا
تاکہ دیکھون کہ اتنے بڑے علاقہ کا کیونکر وہ انتظام کر رہا ہے جس روز مین اُسکے گھر گیا تھا
۱۵ مئی کی تھی اور دوپہر ڈھلے مین اُسکے یہان پہونچا تھا جب مین لکھو کے گھر کے قریب
پہونچا تو مین اپنی غلطی پر متنبہ ہوا کہ خیر مین تو محنت کا عادی ہون مگر لکھو سا ہو
بڑا آدمی اور دولتمند ہے اسوقت کہ گرمی کی شدت ہے اور لو چل رہی ہے ضرور وہ سوتا
ہوگا اور مجھکو پھرنا پڑیگا تو بھی مین اسی خیال کے ساتھ اُسکے دروازے تک پہونچا
خلاف اپنے قیاس کے مین نے دیکھا کہ وہ اُسی دالان مین جہان جاڑے کے دنون مین
وہ دھوپ سے بیٹھا کرتا ہے اور تمکو بھی یاد ہوگا کہ وہ دالان کھلا ہوا پورب کے دروازہ پر ہے
بیٹھا ہوا لکھ رہا ہے نہ اُسکو تنہ اور گرم ہوا کی پروا ہے نہ شدت گرمی کا خیال مجھے دیکھکر
اُسنے اپنا کام ملتوی کیا اور نہایت بشاشت سے باتین شروع کین مجھسے نہ رہا گیا اور
مین نے اُس سے پوچھا کہ لالہ تم اتنے بڑے دولتمند ہو کر ایسے سخت موسم مین ایسے مقام پر
جہان ہوا گرم کے رو کنے کا بھی سامان نہین ہے کیا لکھ رہے تھے آپنے ہنسکر جواب دیا
کہ خداوند نوازش ہے محنتی اور کام والے آدمی ہین ہمکو سردی گرمی موسم سب یکسان ہے جتنے
دولتمند کو بڑا ہوا نہین پایا ہے جیٹھ بیساکھ کی دھوپ اور ساون بھادون کی برسات
اور ماگھ پوس کے جاڑون مین گڑ اور نمک اور تمباکو کی گٹھری پیٹھ اپنی پیٹھ پر لادکر

ٹٹو پر لاد کر گانوؤن گانوؤن پھرے ہین تب سو پیہ پایا ہی اور جب اُس مشقت کو ہمارے
بدن نے جھیل لیا تو بہ نسبت اُسکے تواب بہت آسایش ہی سایہ مین بیٹھے ہین پیٹھ پر
ہمارے بوجھ نہین ہی صرف اپنے کاروبار کے حساب دیکھنے اور اُس سے انتخاب کرنے کی
تھوڑی سی تکلیف ہی سو وہی تو موجب آسایش اور راحت ہی ہنوز یہ باتین ہو رہی تھین
کہ اُسکا لڑکا جسکی عمر اکیس برس کی ہی اور تم اُسکو اچھی طرح جانتے ہو تین کوس سے پیدل
چل کر آیا اور بلا کسی شکایت کے پانؤن کی گرد جھاڑ کے وہ بھی آ بیٹھا اور اپنے باپ سے
اُن کھلیانون کا حال جسمین اُسنے غلہ کی ٹھائی کرائی تھی مفصل بیان کیا مجکو اُسپر بڑا
تعجب ہوا کہ لکھو ساہو نے اپنے فرزند دلبند کی زحمت سخت کی پرسش کی جگہ اُسکی
کارروائی پر چند اعتراض کیے آخر کو مین نے پوچھا کہ لالا تم نوکر چاکر نہین رکھتے کہ
وہ تمھارا کام بنا لین اُسنے جو جواب دیا اُسکا ماحصل یہ تھا ؎

نباشد کار سازان بہ ایکس بکار خود چست	بخاریدن نباشد احتیاجے پشت ناخن را

اور اپنے نوکرون کی فہرست میرے روبرو رکھدی اور بتلایا کہ بہت سے نوکر جنھین
بہت سے جفاکش اور با سلیقہ اور کفایت شعار ہین اور اُنکی بڑی منزلت میرے دل مین ہی
لیکن اُنمین بعضے ایسے بھی ہین کہ دیانت دار اور محنتی تو ہین مگر ذہین اور سلیقہ شعار
نہین ہین اور دو چار ایسے بھی ہین کہ تلے سرے کے خوش سلیقہ اور فہیم ہین مگر محنتی
نہین ہین تاہم اُنکی بھی لیاقت سے مین مطلع ہون اور اُنپر بھی میری نگاہ تفقد کی ہی
مگر صاحب نوکرون کی نگرانی اور بڑے کارخانہ کے واسطے کوئی اگر منتظم نہو تو نہ نوکر ہی
اپنی خدمات کے انصرام مین سرگرم رہتے ہین نہ جبتک اُنکا کوئی پورا قدردان ہو
محنت ہی کر سکتے ہین نہ وہ کارخانہ ہی چل سکتا ہی اسلیے مین اپنے کاروبار کا خود منتظم ہون

اور حساب کا دیکھنا اور جمع خرچ پر نظر کرنا سواے میرے اور کون کرسکتا ہے میرے
لڑکے بھی ہونہار معلوم ہوتے ہین اور اسواسطے مین بنظر تعلیم اُنکو بھی اُسی قسم کے
کام سپرد کرتا ہون جو نوکر کرتے ہین اور اُسی طرح اُنسے باز پرس کرتا ہون اور جواب
لیتا ہون جیسے نوکرون سے تاکہ وہ خوب عادی اور مشاق ہوجائین اُسکی اس تقریر سے
مین نے نہایت آفرین کی اور پھر اپنی غرض کو پیش کیا اور پوچھا کہ تمنے کن تدبیرون سے
تیج بہادر کے علاقہ کی آمدنی کو بڑھایا اور نفع اُٹھایا اُسنے کہا کہ تیج بہادر کی غفلت سے
اُنکے نوکر چاکر بھی غافل ہوگئے اور رعایا کے حال سے بے پروا ہوگئے چنانچہ بہت سے
کاشتکار دوسرون کے دیہات مین جاکر آباد ہوے اور جب جوتنے والے نرہے
تو زمین اُفتادہ ہوگئی اور آمدنی مین کمی ہوئی تو بدسلیقہ نوکرون نے اُس گھاٹے کو
محنتی اور متمول رعیت پر پھیلا دیا اور اُنکا لگان بڑھایا اور اسطرح اُنکو بھی تباہ کیا
جب مین نے علاقہ لیا تو مین نے کوئی نئی فکر یا انوکھی ریت نہین کی جنکا لگان
تیج بہادر کے کارندون نے بڑھا دیا تھا اُنکا وہی کردیا جو پہلے تھا اور جو زمین
اُفتادہ ہوگئی تھی اُسکو تو ہلکی شرح پر دینا لابد تھا جب میری اس نیت سے رعیت
مطلع ہوئی تو اُسکی شہرت ہوگئی اور جو رعایا منتشر ہوگئی تھی وہ بلا سیری اور کسی فکر کے
پھر آبسی بلکہ اُنکے ساتھ نئی رعیت بھی آکر آباد ہوئی اور بہت سی زمین جو مدتون سے
اُفتادہ تھی اُسکا بھی تردد ہوگیا پھر اُسکے ساتھ رعیت کو جسقدر غلہ کی حاجت بونے
اور کھانے کو ہوتی تھی اور دوسرے مہاجنون اور بنیون سے اُنکو لینا ناگزیر ہوتا تھا
وہ بھی مین نے دو فائدے سوچ کر اپنے ہی پاس سے دینا شروع کیا اول فائدہ یہ تھا
کہ رعایا دوسرے کی دست نگر نہو اور دوسرون کی لوٹ کھسوٹ سے بچے دوسرے

جو اوروں کو فائدہ ہوتا ہے وہ مجھی کو ہو اور رعایا بدل و جان میری ہوا خواہ ہو جائے
چنانچہ اس خیال کا نتیجہ بہت ہی اچھا ہوا اور جب میں نے دیکھا کہ رعایا کو میرے قرض
دینے سے بہت امن ہے تو میں نے امسال کہ ادا اور بھی انکی ضروری چیزوں کی بہم رسانی
اپنے سر رکھ لی ہے تاکہ بلا دقت ارزان اور نیک سودے انکو میسر آئے اور جتنا مجھے
فائدہ ہوا اسکا دونا اپنی محنت و مشقت کا وہ بھی پھل پائیں اب اگر لالہ تیج بہادر
بعد انقضائے میعاد پٹہ ٹھیکہ کو منسوخ کرینگے تو بھی جسقدر فائدہ انکو اراضی سے
ہوگا مجکو انکی رعایا سے ہوتا رہیگا اور وہ نام ہی کو علاقہ کے مالک رہینگے اور ہمیں نام
میں رعایا کا مالک رہونگا اسواسطے کہ ساری رعایا تو میری لونڈی اور دست نگر
ہوگی یہ حالات لکھو سا ہو سے سن کر میں دنگ ہو گیا آخر کو میں نے اسکی زحمت دہی
کی معذرت کی تو اسنے نہایت خوشی سے کہا کہ میرا کچھ زیادہ حرج نہیں ہوا بلکہ میں
خوش ہوا کہ آپ نے میری محنت اور خوش فکریوں کو سنا اور ضرور ہے کہ آپ اوروں کو
بھی نقل کریں اور ممکن ہے کہ میری سی محنت کرنے کی اوروں کو بھی رغبت ہو میرا
اصول یہ ہے کہ میں اپنے کو اپنے کاموں کا مطیع سمجھتا ہوں اور محنت سے کبھی نہیں
گھبراتا اور آج کا کام کل پر نہیں چھوڑتا اور جب کبھی محنت سے تھک جاتا ہوں
تو منصوبے سوچا کرتا ہوں آپ جانتے ہیں کہ میں ایک ادنیٰ آدمی تھا اور
کچھ پونجی میرے پاس نہ تھی مگر محنت کا مادہ میرا قوی تھا اور میں نے پکا قصد کر لیا تھا
کہ جو کچھ میں کر رہا ہوں اسمیں جو چاہے جو کم آئے دکھ اٹھانا ہی پڑیگا اور ہمیشہ اسپر
دھیان تھا کہ میرے ہاتھ سے کسی کا نقصان نہ ہو اور جو کچھ مجکو نفع ہوتا تھا اسکو احتیاط
اور خبرداری سے بچاتا تھا اور جب سو دے میں فائدہ دیکھتا تھا بلا خوف ذلت کے

اختیار کر لیتا تھا اُسی کا یہ پھل ہی جو پرمیشر نے مجھے دیا اسوقت مین آپ سے کہتا ہون
آپ نے نہ سنا ہوگا کہ کوئی بنیا چمڑے کا بیوپار کرے مگر مجھکو اسمین زیادہ نفع کی امید ہوئی
تو مین نے اُسکو بھی اختیار کر لیا اسوقت کی باتون مین جو میرا لکھنا ملتوی ہوگیا ہی
سو کچھ مضائقہ نہین ہی قبل اسکے کہ مین سوؤن پورا کر لونگا اور صبح کو جب سو کر
اُٹھونگا تو آج کا کچھ کام میرے پاس نہوگا مگر جو کچھ کل پیش آجائے اور یہی وجہ ہی
کہ مین روزانہ کا کام جو روز کر ڈالتا ہون تو بیکار رہتا ہون اور لوگون کی نگاہون مین
کولھو کے بیل کی طرح محنت کے بوجھ مین جتا بھی نہین رہتا - یہ حال سن کر مین رخصت ہوا
اور اپنی رعایا کا لکھو کے علاقہ مین جاکر آباد ہونا سن کر اپنی غفلت پر بھی متنبہ ہوا
اور عرصے سے خیال تھا کہ تمکو بھی لکھو کی جفاکشی اور مستعدی پر مطلع کرون لہذا
اطلاعًا حوالہ قلم کیا - بیٹے نے جب یہ خط پایا تو نہایت خوش ہوکر کمال ہی توجہ سے
اس خط کو پڑھا اور اس مضمون کا جواب لکھا -

قبلہ گاہا - آپکا عنایت نامہ مجھے پہونچا اور لکھو ساہو کی کیفیت نے میرے خیالات
مین وہ کام کیا جو آئینہ پر قلعی کرتی ہی حقیقت مین لکھو ساہو لاکھون مین ایک ہی اور ہزارون
آفرین کا مستحق ہی اور میری راے مین ہمارے ملک کے لوگون مین اُسکی سرگذشت
اس قابل ہی کہ لکھی جاے اور اپنی قوم اور اہل وطن کے روبرو وہ پیش کی جائے
میرے سامنے اسوقت بہت سی کتابون کا ذخیرہ ہی جنمین بر اعظم یورپ کے کامیاب
آدمیون کی سوانح عمریان لکھی ہوئی ہین اور وہ نہایت کام کی ہین مگر افسوس یہ ہی
کہ ہمارے ملک مین ایسے مراسم اور رواج کی پابندی ہی کہ جلد کچھ کر ہی نہین سکتے
ورنہ جہان ایک قوم ایک خیال کے آدمی ہین وہ ہر طرح دیانت اور محنت سے پہو

پیدا کرنے کی راہیں نکال سکتے ہیں۔ ہمارے ملک کی خلقت کی تقسیم جو اقوام پر ہو
اُسنے ترقیوں کے دروازے بند کر رکھے ہیں اور بڑا نقصان پیدا کیا ہو بڑھئی کا لڑکا
نہ لہاری کر سکتا نہ لہار کا فرزند تیلی بن سکتا اور یہی وجہ ہو کہ حرفت صنعت ہمارے
ملک کی کھو گئی اور رہی سہی بھی جاتی ہو تجارت کے واسطے بھی لوگ روپیہ ڈھونڈھتے ہیں
اور سمجھتے ہیں کہ تجارت بھی کریں تو اعلی ہی قسم کی کریں لکھو ساہو کی طرح گٹھری
پیٹھ پر رکھ کر پھرنا معیوب اور صرف بنیوں کا شعار قرار دیتے ہیں افسوس ہو کہ طرح
کی دشواری ہمارے ہموطنوں کو عارض کیے ہو اگر کسی دوست یا بزرگ سے کسی بری
رسم و رواج کے چھوڑ دینے کی بحث یا گزارش کیجاے تو اُسکے عوض گالیاں کھانے کے
سوا اور سب لے دے ہو جاتی ہو حالانکہ کسی دین اور ملت میں نہ کسی پیشہ کرنے کی
ممانعت ہو نہ مزاحمت ہو تو بھی صرف اپنے اپنے خیالات کے موافق کسی پیشہ کو بُرا کسی
بھلا سمجھ لیا ہو حالانکہ دوسرے ملکوں کے اعلی درجوں کے بزرگوں کی جب اصل
دیکھی جاے تو کوئی تیلی افسر عدالت سمجھا گیا اور جو بڑھئی کا پیشہ کرتا تھا وہ انجام کو
وزیر ہو گیا ہمارے ملک میں جو سب سے بُرا پیشہ نوکری کا ہو اُسی کو لوگ اچھا سمجھتے ہیں
اور اُسی کے سودے میں دیوانے ہو رہے ہیں حالانکہ اُسمیں کیا فلاح کی امید
کی جا سکتی ہو بہر حال ہمکو اُسوقت تک اپنی تنگی معیشت پر صبر کرنا ناگزیر ہو جبتک
ہملوگ اپنے طریقہ حصول معاش کو تبدیل نکریں اور کسی پیشہ اور حرفت کو ذلیل
نہ سمجھیں اگر ہملوگ ہر قسم کی تجارت کو باعث خیر و برکت اور اختیار پیشہ ہاے صنعت اور حرفت کو موجب
عزت کا قرار دیں تو پھر دروازے فراخی رزق کے ہم پر کھلنے لگینگے اور ہمارے ملک کی اشیا بھی دوسرے
بلاد میں جانے لگینگی اگر آپکو فرصت ہو تو میں لکھو ساہو سے بھی جو لائق لائق لوگ گذرے ہیں

اُنمین سے بعض کا حال لکھون مگر اندیشہ ہی کہ میرا لکھنا اور آپکا ملاحظہ بیکار ہوگا
اسواسطے کہ ہمارے ملک کے آدمی بوجہ جکڑبندی اپنی قوم و قبیلہ کے کچھ نہین کرسکتے
لکھوسا ہونے جو چھڑے کار ونگا کیا تھا ضرور ہی کہ بہت ہی چھپا کر چاسون ہی کی معرفت
کیا ہوگا اور اُنکے بھائی بندون کو کانون کان خبر نہوئی ہوگی ورنہ لینے کے دینے پڑجاتے
امید ہی کہ جب آپ تحقیقات فرمائینگے تو میرے قیاس کو صحیح پائینگے ۔

فرزند نے جو اپنے باپ کو خط لکھا ہی اُسکے عالی مضمون کا اُسکے واجب التعظیم باپنے
جو نتیجہ سمجھا ہو وہ تو معلوم نہین مگر خردمندان بالغ ہوش کے غور اور خوض کے لائق ہی
وہ بیچارہ افسوس کرتا ہی کہ ہائے ! ہمارے ذاتی حقوق ہمارے ہاتھ مین نہین ہین
اور جو کچھ واہب حقیقی نے ہمکو عطا کیا ہی اُس سے اسوقت تک ہمکو استفادہ کرنے کا
اختیار نہین ہی جبتک ہماری قوم اور ہماری ملت کے آدمی ہمکو مجاز نکردین کیونکر وہ
سمجھدار نوجوان افسوس نکرے اور آٹھ آٹھ آنسو نروئے اسواسطے کہ عقلاے روزگار نے
اس مقولہ کو جو ہزارون عزت اور توقیر کے ساتھ آب زر سے لکھنے کے قابل ہی یعنی انسان
اپنے لیے آپ معلم اور حکیم ہی اور جبتک اپنی مدد خود نکرے دنیا مین کامیاب نہین ہوسکتا
برادری- قوم- اہل صحبت نے بگاڑ ڈالا اور اُسکی جگہ یہ الفاظ قائم کیے "انسان کے لیے
اُسکی برادری قوم اہل صحبت پیشواے دین- بزرگان قوم معلم اور حکیم ہین اور اپنی
مدد کرنے سے ہر شخص معطل اور عاری ہی اور ہرگز اُسکو جائز نہین ہی کہ خلاف مرضی
برادری- قوم- اہل صحبت پیشواے دین اور بزرگان قوم کان بھی ہلاسکے اور ہرگز
ہرگز کسی طرح کسی حالت مین برادری- قوم- اہل صحبت پیشواے دین اور بزرگان قوم
کسی کی کامیابی مین کسی طرح کی مدد نکرینگے چاہے وہ در بدر مارا پھرے مگر ہان یہ

صلاح اسکو دینگے کہ بھیک مانگے" پھر بھلا کیون وہ نوجوان افسوس نکرے کہ انسان کو
جو شرف ملا تھا وہ چھین گیا اور وہ آدمی سے گھوڑا یا بیل بنگیا منھ مین لگام ناک مین
ناتھ ڈالی گئی۔ افسوس ہی کہ برادری۔ قوم۔ اہل صحبت پیشواے دین یہ نہین سمجھتے کہ انسان کے
عملی کامون مین کوئی بھی کسی کا معاون نہین ہو سکتا نہ انسان کے خیالات کی ترقی مین
کوئی سہارا دیسکتا ہی شاید ممکن ہو کہ انسان کے افعال اور حرکات کے روکنے کا تو
چار طرف سے سامان مہیا ہو سکے اور قوم اور صحبت اور بادشاہ اور قانون اور شریعت
سب مانع اور ممانعت کے احکام کی تعمیل کرانے والے ہو سکین مگر اچھے اور نیک ارادون پر
تو قابض کرانے والے وہ نہین ہو سکتے سچ ہی کہ بوا صحبت اور برادری اور قانون
شاہی اور آئین شریعت کے بموجب چوری کرنا ایک فعل مذموم اور معیوب و موجب
مستلزم السزا قرار دیا جائے اور ممکن ہی کہ جسکے دل مین چوری کا یہ خیال پیدا ہو وہ
اندیشہ تفضیحت سے ظہور مین نہ آسکے مگر خلاف اسکے جو خیال لوگون کی نفع رسانی
اور فیاضی کا کسی کے دل مین ہو اسکو کون روک سکتا ہی لیکن جب نہ سکے۔ روکنے کے
واسطے بھی آئین بنائے جائین تو عمدہ خیال اور اچھی امنگ لوگون کے دلون مین
کیونکر پیدا ہوگی۔

اندیشہ ہی کہ اہل صحبت و اہل قوم اور برادری پیشواے دین یہی کہینگے کہ وہ
برے کامون اور ناشستہ حرکات کے ظہور مین آنے کے مانع ہین مگر نیک کامون مین
مزاحم نہین ہین لیکن جب وہ بر سر انصاف آئینگے تو سمجھینگے کہ جب ایک فیاض
چاہتا ہی کہ وہ ایک خیرات خانہ قائم کرے تو اسکی قوم اور برادری وغیرہ کیا فرمائینگی
غالبًا مجاز کریگی اور اسکی عالی ہمتی اور دریا دلی کی مدح ہوگی مگر بعد اسکے جب وہ فیاض

یہ بھی اپنا ارادہ ظاہر کریگا کہ اُسکی فیاضی محدود نہوگی اور بلا لحاظ ہر قوم اور ملت کے
لوگ اُس خیرات خانہ سے مستفید ہو سکینگے تو کیا اُسوقت بھی اُسکی قوم اور برادری والے
ثنا خوان ہونگے یا مطاعن نفرین کا طوق اُسکے لیے تیار کرینگے اور فی الفور اُسکے مدعی
ہو جائینگے کہ خیرات خانہ اُسی کی قوم کے لیے محدود ہوا اور جو وہ اصرار بھی کریگا تو مسائل
شریعت اور جوتے پر جوتے نہ پڑنے لگینگے افسوس ہو کہ انسان کی ترقی اور خیالات کی
شائستگی کی باگ جو ہر انسان کے ہاتھ مین ہونی چاہیے وہ زبردستی دوسرون نے
چھین لی ہو اور تاوقتیکہ اپنے حقوق کے زبردست طالب کمر باندھ کر اپنے حقوق کے
واپس لینے پر یہ کہہ کر ؎

رد و قبول خلق بہ یکسو نہادہ ام	ز اقرار این گروہ ز انکار فارغم
جغد و ہماست در نظرم مرغ یک نفس	ز اقبال بے نیاز ز ادبار فارغم

نہ تلین اور اپنی قوم اور صحبت کی پروا نکرین اور شریعت دین اور قانون سلطنت کی
حد سے یا روک سے بچ کر چل نہ نکلین کبھی اپنی حقیت پر قبضہ نہ پاسکینگے اور ان لوگون کے
جو اپنی حقیت پر قابض اور متصرف ہین حوصلہ مساوات کا نکر سکینگے سمجھ دارون کو
چاہیے کہ اپنے معلم اور حکیم آپ بنین اور اپنی مدد آپ کرین اور یقین کرین کہ جو کچھ
بے ریا اور اچھی نیت اور خالص دیانت سے کرینگے اُسمین کسی کی مزاحمت سے کوئی زحمت
اُنکو پیش آئیگی اور اگر خدا نخواستہ آبھی گئی تو عارضی اور اتفاقی ہوگی اور بہت جلد وہ دیکھینگے
کہ اُنکے ساتھی لگاتار اُنکے قدمون پر قدم رکھتے چلے آتے ہین۔

باب ہفتم

جو کچھ آنکھون کے سامنے ہی اُسکو دیکھو اور جہانتک کانون سے سنا جائے سنو اور جو نہ دیکھ سکو نہ سن سکو اُسکے بھی دیکھنے اور سننے کی کوشش کرو

مکن بے بہرہ یارب از قبول دل بیانم را	بزہر چشم خوبان آب دہ تیغ زبانم را

حرص جسکے معنی کسی چیز کا سخت نیاز مند ہونا ہی عقلا کے نزدیک ناروا ہی اور بے شبہہ جبکہ انسان ناجائز طریقے پر کسی شی کے حاصل کرنے مین محو ہو جائے اور اُسکا نتیجہ رسوائی اور ذلت ہو اور عزت اور توقیر کے برباد ہونے کا سبب ہو تو کون اچھا کہیگا اسلیے کہ اگر ایک چمکتا ہوا ہیرا کوئی شخص دوسرے کے پاس دیکھے اور اُسکے حاصل کرنے مین ایسا خود رفتہ ہو جائے کہ راستی اور بد دیانتی کی راہون مین تمیز نہ کر سکے اور بلا اوا سے معاوضہ ہیرے کے اُٹھا لینے پر اپنی سعی کو مصروف کر دے یا قید آئین معاشرت کو توڑ کے عزت اور حرمت کو بٹہ کرے

عزت کہ بود بموہبت کبریا حزین	مشکل بدست آمد و ارزان فروختیم

برباد کر دے یا بلا لحاظ قواعد حفظ صحت اس مصرعہ پر ع یا تن رسد بجانان یا جان زتن بر آید عمل کر بیٹھے اور بطور جائز ہی ہیرے کے حاصل کرنے کے لیے دریاے سعی مین ڈوب جائے تو کیونکر حرص صفات ذمیمہ مین نہ گنی جائے اور قناعت جسکے معنی تھوڑے پر راضی ہونا ہی ممدوح نہ ٹھہرے اور چونکہ قناعت کی صفت پیدا ہونے سے انسان کفایت شعار ہو جاتا ہی اور اپنی احتیاجون کو مختصر کرتا ہی اسلیے ضرور ہی کہ خاص و عام قناعت کو پسند کرین تو بھی دنیا مین کوئی بھی سکا قائل نہین ہی کہ انسان حصول علوم و کسب فنون مین حریص نہو اور اُسکے تھوڑے سے

سیکھ جانے پر قانع ہو کر بیٹھ رہے بلکہ اطلبوا العلم لو کان بالصین یعنی طلب کرو علم کو گو وہ چین مین ہو مشہور اور زبان زد جمہور ہے البتہ بعض کتب اخلاق مین مرقوم ہے کہ جس علم کے سیکھنے مین حرص جائز ہے اور جسکا چین تک سے حاصل کرنا ضرور ہے وہ علم دین اور خدا شناسی ہے اور وہ سات علوم مین مقید اور محدود ہے۔ اول علم کلام۔ دوم اصول فقہ۔ سوم نحو۔ چہارم صرف۔ پنجم لغت۔ ششم منطق۔ ہفتم علم کتب سماوی۔ مگر ظاہر ہے کہ انھین سات علمون سے تو خدا شناسی اور مصنوعات عجیب اور مخلوقات غریب کا دریافت کرنا ناممکن ہے۔ اگر صرف علم طب۔ علم جمادات۔ علم طبقات۔ علم کیمیا ہی کو علوم دین اور خدا شناسی سے جدا کر کے دیکھا جائے تو انسان کیونکر ان مصنوعات اور ترکیبات سے جو حق تعالی نے جسم انسانی مین رکھی ہین واقف ہو کر اور کس طرح اُن نادر اور عمدہ خاصون اور مخلوقات کو جو خاک مین ملی ہوئی اور درختون اور جڑون اور پتون اور بیلون مین پوشیدہ اور طبقات ارضی مین چھپی ہین دریافت کر کے صدق دل اور اطمینان قلب سے یہ کہہ سکتا ہے نظم

ہوئی اے خداوند دنیا و دین
ضیا بخش دلہا بنور یقین
روان بخش و خلاق و روزی رسان
بہر ذی حیات از کہان و مہان
نمایندۂ زرّ و لعل و گہر
ز کوہ و ز کان و ز بحر و ز بر
قدیرے کہ گسترد بر روے آب
بعنا ہی خویش فرش تراب
ز نار و ز باد و ز خاک و ز آب
ز مرغ و ز ماہی درخت و دواب
دگر ہر چہ ہست از بنا و اساس
ز روے حساب و ز روے قیاس
برائے بنی آدم آید بکار
بامر تش ہمہ بر سر روزگار

اور کس طرح اُن قوتون کی جو حق تعالیٰ کی طاعت اور عبادت کے لیے

ضروری ہین حفاظت کرسکتا ہو اور جب خداشناسی اور اُسکی عبادت کے لیے اُن علوم کی
بھی حاجت ہوئی تو کس طرح وہ علوم دین سے خارج ہوسکتے ہین یون ہی وہ علوم
جنسے انسان اپنے کھانے پینے اور آسایش کے متعلق احتیاجون کے رفع کرنے کی استعداد
حاصل کرسکے علم دنیا مین شمار ہوسکتے ہین اسواسطے کہ جب انسان بھوکا اور پیاسا ہو
اپنے اہل وعیال کے نفقہ مین مضطر اور متردد ہو اور اُنکو آسایش سے نہ رکھ سکے تو کسطرح
وہ طاعت اور عبادت کی قدرت حاصل کرسکتا ہو غرضکہ جہانتک علوم ہین اُنمین سے
اگر غور کیا جاے تو سب ذریعے خداشناسی کے ہین اور سب سے حق تعالی کی قدرت
اور صناعی کا اطمینان انسان کو حاصل ہوتا ہو۔ یہ بالکل دوسری بات ہو کہ فلسفہ
یا کسی دوسرے علم سے ایک جاہل گمراہ ہوجاے اور آفریدگار عالم کے وجود کا منکر
ہوجائے یا بہک کر یہ کہنے لگے کہ بلا صانع کے مصنوعات اور بلا خالق کے مخلوق ہوگی
ایسے ناحق بین کے حق مین تو یہ کہا جاسکتا ہو کہ جسطرح آفتاب کے بہت دیکھنے سے
دیکھنے والا اندھا ہوجاتا ہو اُسکا دل بھی اُسکے غلط غور نے تاریک کردیا اور اُسکی
نافہمی باعث ضلالت ہوئی اور اُسکی مثال ایسے چور کی ہو جو روشنی پاکر اندھیرے مین
چوری کرنے کا موقع پائے اور اُسکے فعل کے ملامت کرنے والے چوری کا سبب روشنی
کو ٹھہرائین بہرکیف علم کا حریص ہونا اور اُسکے تھوڑے حاصل کرنے پر قانع ہونا
کسی طرح ممدوح نہین ہوسکتا اور کوئی علم مذموم نہین ٹھہر سکتا۔ اگر انسان ہر علم کی
متعلق کتابون کو پڑھے اور اُنپر غور کرنے کا جو ضروری اور لابدی ہو عادی ہو تو
ممکن نہین ہو کہ روح انسانی جو فی الواقع اور در حقیقت ایک حکم الٰہی قفس عنصری مین
موجود ہو مرضیات جناب باری کو اُسپر منکشف نکرے اور اُسکی طاعت پر راغب نکردے۔

اسمین شبہہ نہین ہی کہ بچون اور جاہلون کی ابتدائی تعلیم کے لیے کتابون کا ہونا اور
آنھین کے ذریعہ سے آنکا سیکھنا ضرور ہی اور کون کہہ سکتا ہی کہ بدون کتابون کے
تعلیم کا شیوع ممکن ہی لیکن اُنکے سواے آنکھون کے ذریعہ سے بدون کتابون کے
انسان بہت سی چیزین دیکھ کر اُنکی اصلیت اور ماہیت کے سمجھنے کے لیے اپنے دماغ پر
زور دیسکتا ہی اور جبکہ خود اُسکا دماغ عاجز ہوتا ہی تو اُسکے ہم صورت اپنی قوت نطق سے
اُسکو مدد دیتے ہین اور اپنی سمجھی ہوئی باریکیون کو بیان کرکے سمجھا دیتے ہین اور اسطرح
رفتہ رفتہ اگر جسم اور ذہن کدورت عوارض سے پاک رہا اور عمر بھی خداداد طویل ہوئی
تو انسان تھوڑا کتابون سے اور بہت اپنے تجربہ اور خیالات ذاتی سے حاصل کرسکتا ہی
البتہ جو اشیا پیش نظر نہین ہین نہ اُن لوگون کے ذہن اور دماغ مین ہین جنکی آواز
سنائی دے یا ایسے مضامین کہ جو کتابون مین لکھے ہوے ہین مگر اُنکے سمجھنے مین ذہن
اور دماغ اُسوقت تک قاصر ہوتا وقتیکہ سمجھ لینے کا سامان بھی پیش نظر ہو تو ضرور ہوگا
کہ وہانتک طالب علم جائے جہان سامان سمجھ لینے کا بھی موجود ہو اور جہان اُس
مضمون کے سمجھا دینے والے حاضر ہون۔ بیشتر جو حالات کتابون مین لکھے ہوے
نظر آتے ہین یا ایسی اشیا کی نسبت جو پیش نگاہ موجود نہین ہین کچھ بیان کیا جاتا ہی
تو سامعین اُسکو لیلی و مجنون کے قصے کی طرح خیال کرلیتے ہین اور غور و فکر کو
کام مین نہین لاسکتے جیسے اگر ہندوستان مین ریلوے پر ٹرین دوڑتی ہوئی دکھائی نہ
دیتی تو اُسکے حالات کے پڑھنے اور سننے سے ہندوستان کے رہنے والے صرف اُس
روایت پر جو اُنکی مقدس کتابون مین مرقوم ہی یعنی ہنود تو راجہ اندر کے اوڑن کھٹولے
اور مسلمان تخت حضرت سلیمان پر جو ہوا پر روان تھا قیاس کرلیتے یون ہی اگر تار برقی

کبھی نظر نہ آتے اور اُسکی اصلیت اہل انگلش نہ بتلا دیتے تو ہندوستان کے ایک سرے کے
واقعات کا دوسرے سرے پر تھوڑی دیر مین بیان کیا جانا کون سچ سمجھتا اور اگر بعد
سننے کے وقوع اُس واقعہ کا سچا بھی تھوڑے دنون مین متحقق ہوتا تو سوائے جادو کے
اور کیا خیال ہوتا مگر جب بدیہیات کے ساتھہ ساتھہ کتابون کا لکھا ہوا مضمون پڑھا
جاتا ہی تو آسانی سے ہر علم پر غور کامل اور توجہ کافی کرنے کا موقع ملتا ہی اور جسطرح
جغرافیہ سیکھنے مین دنیا کے نقشون سے مدد ملتی ہی ہر مضمون کا سمجھنا آسان ہو جاتا ہی
بلاشک علوم کا حاصل کرنا انسان کی سیرت اور صورت کے آراستہ کرنے کے لیے
نہایت ضروری ہی اور انسان کے حسن سیرت کو علوم سے ویسی ہی زینت ہوتی ہی
جیسے حسینہ اور جمیلہ عروس کی زیور اور لباس فاخرہ وغیرہ سے زینت کی جاتی ہی تو بھی یہ بڑا
دھوکا ہی دھوکا ہی کہ کوئی انسان جو صرف علم تو حاصل کرلے اور بہ ناشائستہ صحبت مین
رہکر اپنے علم کے بھروسے پر شرافت کا دعوی کرے یا اپنے جد و آبا کا نشان دیکر شرافت کا
مدعی بنے اسلیے کہ شرافت نہ تو کوئی موروثی جائداد ہی نہ آبائی دولت نہ حسب و نسب سے
مشتق ہوتی ہی نہ وضعداری اور طرز ظاہری اسکا مبدء ہی بلکہ وہ ایک کتسابی حقیقت ہی
اور اسکے طالب کو سب سے پہلے لازم ہی کہ اپنی احتیاجون کو اپنے محاصل سے زیادہ
نہ بڑھائے اور اپنی آمدنی کو احتیاط اور کفایت سے کام مین لائے اور اسکے بعد ان
اخلاقون کو جو شرافت کے لیے درکار ہین اپنی ذات مین جمع کرنا شروع کرے شک
نہین ہی کہ جو شخص شروع سے اپنی آمدنی اور خرچ کا حساب رکھیگا وہ اپنی ذات مین
وہ سب خوبیان جو شرافت کے لیے ضروری ہین جمع کر سکیگا وہی خدا ترس ہوگا
اُسی کے دل مین احکام الٰہی کا اثر ہر وقت موجود ہوگا وہی ایسا نیک چلن ہوگا

جو عقل اور تمیز اور محنت کو عمدہ طریق سے برتے اور راست بازی اور اخلاق کو بطور کامل عمل مین لائے - جس مجموعہ اوصاف کو شرافت سے تعبیر کرتے ہین وہ بے عقل نا تمام بلا صحبت عمدہ کے کسی کی ذات مین پیدا نہین ہو سکتا اسلیے لازم ہو کہ ایک طرف تو انسان حصول اوصاف شریف مین ساعی ہو اور دوسری طرف تحصیل علوم مین معروف ہو اور یقین کرے کہ اگر بوے شرافت نیک صحبت سے اُسکے دماغ مین پہونچی ہو تو اُسکا قیام آسان نہین ہو اور اُسکی بقا کے لیے معجون علوم کی اشد ضرورت ہو مگر تحصیل علم کے ساتھ عمدہ صحبت اور لائق اور نیک چلن دوستون کا ڈھونڈھنا بھی ویسا ہی ضروری ہو جیسا ذی حیات کے لیے غذا - یاد رکھنا چاہیے کہ شرافت - دولت اور جاہ اور تمول اور فصاحت اور بلاغت سے پیدا نہین ہو سکتی نہ حصول مراتب مذکورہ بالا سے کوئی شخص خلائق کی نگاہ مین اپنی عزت قائم کر سکتا نہ شریف بن سکتا نہ اپنے ہمجنسون سے اپنی قدر کرا سکتا ہو مگر اصلی راست بازی واقعی دیانت اور ایسے اخلاق سے جسمین شائبہ کھوٹ کا نہو اور اپنے اُن افعال سے جو موافق افعال کے ہون - اگر کوئی اسکے خلاف سمجھے اور خیال محال پیدا کرے کہ زری دولت اور جیسے شرافت پیدا ہو سکتی ہو تو اُسکو لازم ہو کہ تھوڑی سی تکلیف کرکے کتابون مین اُن بزرگون کا نام پڑھے جنھون نے دنیا مین عزت پائی اور جنکے نام ابتک لوگون کی زبانون پر اعزاز اور توقیر سے آتے ہین پھر اُنھین کتابون مین ڈھونڈھے تو معلوم ہو جائیگا کہ وہ کس کان کے جواہر تھے اور اُنکے جد و آبا یا خود اُنکا کیا پیشہ تھا یا گذشتہ بزرگون کو چھوڑکے اُن لوگون کو دیکھے جنکے نقارۂ اعزاز و شرافت کی دھمک خود اُنھین کے کان مین آتی ہو اور جنکو وہ اپنی آنکھ سے دیکھ سکتے ہین او

تب غور کرلین کہ اُنکی ذات مین کون سے صفات مجتمع ہوے ہین جو اُنکی تعظیم اور
توقیر کراتے ہین اور اُنکی باتون پر لوگون کو بھروسہ اور اعتبار دلاتے ہین اور
کیون اُنکے افعال اور اقوال پر شبہہ نہین ہوتا۔
اگر کوئی کہے کہ شرافت کسی پیشے کے اختیار کرنے سے یا کسی طریقۂ حصول معاش
اور آسایش کے عمل مین لانے سے ضائع ہوتی ہی تو یہ بھی غلطی ہوگی کیونکہ جو پیشے
قواعد اخلاق اور دیانت اور راست بازی کے ساتھ اختیار کیے جائین وہ ہرگز
مذموم اور مطعون نہین ہوسکتے بلکہ جملہ طریقے کسب معاش کے انسان کو منت اور احسان
اہل دولت اور منصب سے بچاتے ہین اور دیہیم خودسری اور خلعت بے نیازی ہمیا
تخت آسایش کونین پر بٹھلاتے ہین اور محنتیون کے طرح طرح کے پیشے ہی تکے
اعزاز کے باعث ہین۔ ہر کوئی اپنی ہی آنکھ سے دیکھ سکتا ہی کہ آستا وصنعت خودسازی
نقشبند کارخانۂ وسعت ہی تو مخمل باف باعث خواب راحت۔ درزی لباس عافیت
اور سلامت سیتا ہی۔ نوربات اور شعرباف درزیون کے سینے کے واسطے طرح طرح کے
کپڑے بنتا ہی۔ بڑھئی اور معمار سراے امن وامان مین مکانون کو بناتے ہین۔
اور سردی اور گرمی زمانہ سے ہم سب کو بچاتے ہین۔ لُہار عمدہ آلات بناکر ذرائع
حصول معاش اور سلامتی جان ومال مین ہمکو مدد دیتے ہین اور مست شاہ و گدا سے
بے نیاز ہوکر اپنے ہی اختیار سے اُٹھتے بیٹھتے سوتے اور جاگتے ہین یون ہی ہر ایک
پیشہ ور اپنا کام کرتے اور اپنی محنت کا صداقت اور دیانت سے عوض لیتے ہین
تو کیونکر اُنکی شرافت کم ہوسکتی ہی۔ کیا اُن لوگون کے تبر ملامت سے جو حلقۂ بندگی
اور سلاسل احسان مین گرفتار اور مہربانی اور منت سے زیر بار ہین اُن لکڑہارون

اور گھسیارون کی سی شرافت لوٹ سکتی ہی اور اُن لاف وگزاف کی صداؤن سے
جو دون ہمتون کے خوان نعمت سے قوی ہوکر دور تک گونجتی ہین راست باز منش
شریفون کی شرافت مین کچھ بٹہ لگ سکتا ہی ہرگز نہین-

خیر انام حضرت بانی اسلام علیہ التحیۃ والسلام کے حضور مین ایک صحابی نے
جو انصار سے تھے اپنی تنگی معاش کی کیفیت عرض کی اُس برگزیدہ انفس
و آفاق نے بکمال مرحمت واشفاق فرمایا کہ جو کچھ اسباب خانہ داری موجود ہو بلا توقف
لے آؤ چنانچہ وہ انصار نیک شعار بہ تعمیل حکم رسول مختار اپنے گھر گئے وہان سوا
ایک تہمد کے جسکو وہ فرش خواب کرتے تھے اور ایک کٹھری کے جسمین کھانا کھاتے تھے
اور کچھ نہ تھا اُن دونون کو اُٹھا لائے رسول اللہ نے حاضرین مجلس اقدس سے
پوچھا کہ تم مین سے کوئی خریدار اس مال کا ہی تو ایک اور صحابی نے جو فی الجملہ
کفایت شعار تھے دو روپیہ کو دونون چیزین خرید لین تب رسول الثقلین نے اُن
انصار سے فرمایا کہ دونون روپیہ لیکر ایک سے کفاف اہل وعیال کا کرو اور دوسرے سے
ایک کلہاڑی مول لو اور جنگل سے لکڑی کاٹو اور بیچو اور اُسکی قیمت کو احتیاط سے
صرف کرکے پھر آنا بچاؤ کہ تہمد اور کٹھری لے سکو پس بکمال کشادہ پیشانی انصار نے
تعمیل حکم رسالت مآب شروع کی اور پندرہ روز کی محنت مین لکڑی کاٹنے اور بوجھ
اُٹھالانے مین مشق بہم پہنچائی اور بار احتیاج سے امان پائی یہ سن کر کس مسلمان کی
زبان مین طاقت ہی کہ کہہ سکے کہ لکڑی کاٹنا اور پیٹھ پر لاد کر لانا اور گھاس کا بوجھا
اُٹھانا اور بازار مین بیچکر گذارا کرنا باعث کسر شرافت اور منافی مروت اور مخل حیثیت
عرفی اور اہل صحبت سے وجہ شرم وذلت ہی-

وہ لوگ جو بلا محنت اور اختیار وقت روٹی حاصل کرنا چاہتے ہین اور جنکی کمرین احسانون کے بوجھ سے ٹیڑھی ہو رہی ہین اور جو دوسرون کے اعضا کے معاوضہ کا چکھنا شیر مادر سمجھتے ہین البتہ اُن لوگون کو جو محنت شاقہ کرکے اپنا کفاف پیدا کرتے ہین لائق اپنی صحبت اور قابل مجالست کے نہ سمجھین یا اپنے شیخی آمیز جھوٹے دعوی شرافت کے نشہ مین قابل حقارت گردانین تو بعید نہین ہی اور اپنے اُجلے کپڑون کے مقابلہ مین اُنکے میلے کپڑون کو نگاہ نفرت سے دیکھین تو ممکن ہی مگر اُنکو مذکورہ بالا اشخاص کے تنفر اور طعن و طنز کی کیا پروا ہوگی اور اُن لوگون کی صحبت کی جو دوسرے محنتیون کے احسانون کے پشتارے اپنی کمرون پر لادے ہوے ہین شرکت کی کیا حاجت ہوگی اُنکی زبان طعن کا روکنا دشوار ہوگا وہ کمال سچائی اور نرمی سے اُنکی خدمت مین عرض کرینگے۔ ع

دائم جوانم از مدد ہمت بلند	یعنی زبار منت کس خم نگشتہ ام

اور اپنی شرافت کے قائم رکھنے اور اپنے بلند ارادون اور ہمتون کے اُبھارنے کے لیے جامی اور خالص سے شاعرون کے نصائح کو لوح خاطر پر لکھینگے۔ ابیات

بزہر سندان جانم را ایکے پند	ازین بیچارہ مے باید شنیدن
بکوہ قاف رفتن پا برہنہ	وزانجا سنگ صد من آوریدن
بہ آتشدان زور فتن نگونسار	زپلک دیدہ آتش پارہ چیدن
بدندان رخنہ در فولاد کردن	زناخن راہ در خارا بریدن
بفرق سر نہادن صد شتر بار	زمشرق جانب مغرب دویدن
بسے برجامی آسان تر نماید	زبار منت و احسان کشیدن

ایضاً از خالص

ز جام دہر زہر قہر خوردن　　بہ تلخی جان شیرین را سپردن
بدست خویشتن خون دل خود　　بہ بزم دشمنان در شیشہ کردن
زمستان در بیابانہاے مہلک　　چو آب از شدت سرما فسردن
بہ تابستان ز گرماہاے مفرط　　میان بادیہ لب تشنہ مردن
بچندین پایہ نزد مرد تحقیق　　بہ از حاجت بہ پیش خلق بردن

نوجوان اور اولوا العزم بالضرور نصائح مرقومہ بالا پر غور کرینگے اور سمجھینگے کہ احسان اور منت اپنے ہم صورت کی اٹھانے سے کوئی بوجہ بھاری نہیں ہے اور کچھ شک نہیں ہے کہ اگر اپنے خلعت عزت و حرمت کو خلائق کے منت کے دھبہ سے وہ محفوظ رکھنا چاہینگے تو کسی پیشہ اور صنعت کے اختیار کرنے کو موجب رسوائی نہ سمجھینگے اور جو تھوڑی تعلیم پاکر اپنی زندگی کی گذران کے لیے نوکری کا پیشہ اختیار کرنے کا ارادہ کرینگے انکے لیے قبل اسکے کہ فیصلہ قطعی کرلیں نصائح ذیل کا مطالعہ کرنا بھی مفید ہوگا۔ نظم

دو قرص نان اگر از گندم ست و گر از جو　　دو تاے جامہ اگر کہنہ است و گر از نو
بچار گوشۂ دیوار خود بخاطر جمع　　کہ کس نگوید از انجا بخیز و آنجا رو
ہزار بار نکوتر بہ نزد ابن یمین　　ز فر مملکت کیقباد و کیخسرو

ایضاً

اگر دو گاو بدست آوری و مزرعہ　　یکے وزیر و یکے را امیر نام کنی
بران قدر کہ کفاف معاش تو شود　　روی و نان جوین از جہود وام کنی

	ہزار بار ازان بہ کہ از پی خدمت		کمر بہ بندی و بر مرد کے سلام کنی	

اور جب تمام تر وہ غور اور فکر کرینگے تو کچھ شبہ نہین ہے کہ وہ اپنے مین ایسی لیاقت پیدا کرینگے کہ اُنکو جو کچھ دنیا مین رہنے کے لیے درکار ہے اپنی ہی قوت بازو سے اُس حسن اور خوبی کے ساتھ پیدا کرینگے کہ نہ تو منت خلائق اُٹھانی پڑے اور نہ بندگی مین گرفتار ہون اور اُس لیاقت کے متعلق علوم کو جہانتک اُنکی آنکھین دیکھ سکتی ہین اور جہانتک کی آواز اُنکے کانون مین پہونچ سکتی ہے اُسکو سُنین اور جب نظر کام نکرے اور قوت سامعہ بھی قاصر ہو تو اور آگے بڑھین پھر جو سُنین اور جو دیکھین اُسے مجبور کامل کرین مگر یہ بھی ملحوظ رکھین کہ دیکھنے اور سُننے کی ترغیب سے یہ مقصود نہین ہے کہ اپنی یا اپنے والدین کی کمائی کے روپیون کی تھیلی لیکر گھر سے نکلین اور عجائب خانہ کی فیس ادا کر کے اشیاء موجودہ خانہ کو جھٹ پٹ دیکھ کر ریلوے کے اسٹیشن پر جا پہونچین اور کرایہ دیکر ٹکٹ لین اور کسی تماشگاہ مین جائین اور دنیا بھر کی چیزین دیکھ کر اور اُنکے حالات سُن کر کیسۂ زر خالی کرین اور گھر کو پھر آئین اور اُس صرف کے بدلے کچھ بجز اسکے نہ لائین کہ جو کوئی حالات عجائب خانہ اور دنیا کے کا مستفسر ہو اُس سے کہین کہ بھئی عجائب خانہ مین جو گئے تو وہان زن و مرد کا اسقدر ہجوم پایا کہ دم گھبرا گیا اور ایسے عجیب و غریب جانورون کے اجسام اور انسانون کے بدن کے ڈھانچے دیکھے کہ جو دیدنی نہ شنیدنی اور جس خوبی اور ترتیب سے وہ رکھے تھے بیان نہین ہو سکتے اور اُنکے دیکھنے کو جو ملیح نازک اندام حسینہ گلفام آئی تھین وہ جو نظر پڑین تو یقین جانیے کہ ــــــ۔

	ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ		صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ	

اور صاحب تماشگاہ کا کیا کہنا ہے اُسکی عمارت تو درحقیقت عظمت کا نشانہ ہے
یا یون کہیے اندر کا اکھاڑا یا پری خانہ ہے مین تو بار بار اُس قصر معلی کو دیکھکر یہ
شعر پڑھتا اور گنگناتا تھا۔ ؎

یہ کس شک سیوا کا مکان ہے	زمین جسکی چہارم آسمان ہے

وہان ایسی شے اور یہ دیکھین کہ اُنکے بنانے والون کی تعریف مین بیان قاصر ہو
یقین جانیے کہ اگر وہ مجکو مل جاتے تو ہاتھ چوم لیتا اور وہان جو تماشا دیکھا وہ
میری آنکھون نے دیکھین اُنکی توضیح اور تشریح مین میری زبان کچھ بھی بیان
قاصر ہے ایک ہو دو ہون تو کچھ کہون کبھی سکون طرح بطرح کے باجے بجتا ایکطرف
شیشے کے برتن اعجوبہ روزگار دوسرے کمرہ مین اس لطافت سے چنے ہوئے تھے
کہ انسان دیکھا ہی کرے اور یورپ کے کھلونون کا کمرہ تو ایسا مرقع ارژنگ تھا
جسکو دیکھکر بے ساختہ یہ کہنے لگا۔ ؎

طلسمات کا سا ہے سارا مکان	پرستان مین ہے یہ کیکف گمان

سننے والے نے اُنسے تو یہ کہا کہ آپ بڑے خوش بیان ہین اور اشعار کے
چسپان کرنے مین جو آپ کو سلیقہ ہے شاید ہی کسی کو ہو اور دل مین خیال کیا
کہ اس دیکھنے سے تو نہ دیکھنا ہی بہتر تھا مفت زحمت سفر اُٹھائی اور رائگان
روپیہ کی تھیلی خالی کی نہ عجائب خانہ سے کچھ فائدہ اُٹھایا نہ تماشگاہ سے کوئی
خیال مفید لائے۔

اس اعتراض سے یہ غرض ہرگز نہین ہے کہ عجائب خانون اور تماشگاہون
مین جانا فضول ہو اور اُنکا قائم ہونا بیکار ہے بلکہ اُنکا ہونا ضروری اور جہان

وہ ہون وہان جانا لازمی ہی اور وہان کی اشیاے عجیب اور صنعت غریب کو نظر غور سے
دیکھنا چاہیے اور توجہ کامل کرکے فائدہ اٹھانا چاہیے اور اپنی محنت کرنے اور روپیہ
صرف کرنے کا عوض حاصل کرنا چاہیے اور سعی اور کوشش کرنا چاہیے کہ جو اشیا
وہان نظر آئین اُنسے بہتر نہین تو ویسی ہی اپنے ملک مین بن سکین یا آنکے رواج
اپنے ملک کے باشندے فائدہ اُٹھا سکین - وہ کون سی شی ہی کہ جو نظر آئے اور اُسکی
حقیقت کے دریافت پر توجہ مصروف کی جائے اور غور کامل سے سوچا جائے کہ وہ
کس غرض سے بنائی گئی اور کسطرح بنی اور ہم کیونکر بنا سکتے ہین اور اُس سے کیا فائدہ
اسوقت ہی اور آیندہ کیا ہونے والا ہی تو سمجھ مین نہ آجائے اور آئینہ دل مین اُس
خیال کے ساتھ عمدہ ترین عکس نہ پڑنے لگین جن صاحبان بلند ارادون کے
دماغون مین مقاصد عمدہ مجتمع ہین اور جو اپنی تعلیم مین خود مصروف ہین اُنپر فرض ہی
کہ جب وہ اپنی تعلیم کی غرض سے کسی عجائب خانہ یا نمایشگاہ یا کسی ملک کے جانے کا
ارادہ کرین تو پہلے تصفیہ کرلین کہ وہ کیا سیکھنا چاہتے ہین اور اُسکو مخصوص کرکے
اُسکے سیکھنے کے لیے محنت مستمر کرنے کا پکا ارادہ کرین تب کمر ہمت کو چست کرین اور
مقام مقصود کی راہ لین اور وہان پہونچکر بھٹک نہ جائین پہلے اپنے تصفیہ کیے ہوے
ارادے کو پورا کرین ونیز اُسکے اگر کسی اور امر مین بھی سعی کرنے کا موقع ہو تو مضائقہ
نہین اُسکی بھی پوری تکمیل کرین الغرض شرف انسانی حاصل کرنے کے لیے
انسان کو لازم ہی کہ مصنوعات آلہی کو امعان نظر اور توجہ کامل سے دیکھے اور اُسپر
پورا غور کرے اور آنکھ اور کان کے ذریعہ سے جو نہین جانتا ہی اُسکو سیکھے اور اپنی
ذات مین اخلاقی صفات کو جمع کرکے اپنی احتیاجون کے رفع کرنے کے لیے اپنے ہی

علم اور قوت کو کام مین لائے اور دوسرے اپنے ہم صوبتون کا اپنے کو دست نگر نہ بنائے اور جو کچھ اپنی محنت سے کمائے اسکو کفایت کے ساتھ صرف کرے اور جو بچا سکے اسکو اپنی قوم اور پروسیون کی بھلائی مین لگائے اور اپنی ذات اور دولت سے اپنے ملک کے باشندون کو فائدہ پہونچائے۔

خاتمہ

سرشوریدہ آوردہ ام از وادی مجنون | شی سازید از سنگ ملامت جیب دامانہا

ای حضرات نواب سر جارج کوپر صاحب کے گھنٹہ کی آواز سننے والو آفتاب کو مشرق سے مغرب کی جانب جاتے ہوے دیکھنے والو دولت خداداد اور دفائن اور ریاست کے مالکو ذرا دیکھو کہ کتنا دن گذر گیا اور شام ہونے مین کیا دیر ہی پھر غور فرمائیے کہ آپ کی اپنی محنت یا آپ کے ملک کے ان محنتیون کی محنت کے پسینے جو دریا بھرتے ہین انسے کسکی مزرعہ عافیت سینچی جاتی ہی اور کن نالیون اور سوتون سے وہ دریا خالی ہوتے ہین اور آپ کے کھیتون کا کیا حال ہی اور انکے سینچنے کے لیے آپکے قبضہ مین کتنا پانی ہی آپ کے ملک کی دولت کہان جاتی ہی اور آپ کی کمائی سے کون راحت پاتے ہین اور آپکو اسکی قدرت ہی کہ ان سوتون اور جھرنون کو جنسے آپ کے عرق محنت کے تالاب سوکھتے ہین بند کر سکین اگر قدرت ہی تو سعی فرمائیے ورنہ کال پڑ جائیگا اور کچھ بنائے نہ بن آئیگا زیادہ نہین تو اتنی تو کوشش کیجیے جتنی آپ اسوقت کرتے ہین کہ جب کوئی آپ کے تالاب اور کنوئین سے اپنا استحقاق قائم کرکے پانی لینے لگتا ہی یا آپ کے دولت خانون کے مقابلہ مین اپنے لیے آسائش کی راہین بناتا ہی اور آپ مزاحمت کا بندوبست کرتے ہین یقین و باور فرمائیے کہ ابھی

بہت آسان ہے اور جو کچھ جایداد آپکے پاس ہے اُس سے سدباب کرنا آپکے حیطۂ قدرت مین ہے- فدا خواب غفلت سے چونکیے- اپنی اوقات کی خبر جلدی فرمائیے انفاس عمر کو رایگان ہونے دیجیے پوجا پاٹ تیرتھ برت نماز روزہ طاعت عبادت آلہی کے ساتھ ساتھ اپنی جان اپنے اہل و عیال کے سلامت رکھنے کے لیے اپنی عزت شرافت بچانے کی غرض سے تعصب عنا و مذہبی کو چھوڑیے اپنے ملک کے تمام باشندون کو ایک ہی قوم جانیے اسواسطے کہ ؎

بنی آدم اعضاے یک دیگر اند	کہ در آفرینش زیک جوہر اند

اور اپنے آپ محبت اور رافت کو یہانتک مصفا فرمائیے کہ ہندو کو مسلمان مسلمان اور مسلمان کو ہندو ہندو سمجھنے لگین اور حرف دوئی کو آپ بھول کر خود یہ کہ سکین ؎

مرا از صافی باطن بخود دانند ہر قومے	کہ ہر ظرفے برنگ خود برآرد آب شوئی

یا بے تکلف اور بناوٹ آپ یون فرمائین ؎

دو دیدہ یکتائی ما حرف دوئی نیست	زنار چہ و سبحہ چہ صد دانہ کہ امرایست
یا اسطرح ارشاد کرین ؎	
خواہی بہ کعبہ رو کن خواہی بہ سومنات	از اختلاف راہ چہ غم رہنما یکیست

اب آپ سب ملکر نفاق کے پہاڑون کو اتفاق او یکجہتی اور محبت دنیوی اور الفت ہم وطنی کی کدالون سے بیخ و بن سے کھود ڈالیے اور اپنے علوم و فنون کی جایداد کو جو بے پروائی اور عدم نگہداشت سے کھوگئی ہے ڈھونڈھ لائیے او بعد و کے سب ملکر فلاحت تجارت حرفت صنعت کے مدرسے اور کارخانے دولت اور جایداد

شفقت سے قائم کیجیے اور انہین سکھے سکھلائیے اور جو سیکھیے اسکو کام مین لائیے رواج دیجیے جو کچھ آپ کو صحت و سلامت اور آسایش کے لیے درکار ہو اپنے ہی ملک مین پیدا کیجیے کیونکہ انہین علوم اور فنون کے جہ نون سے آپ کی دولت کے دریاؤن کا پانی بلا جبر و زبردستی دوبادار حکومت کے دوسرے ملکو ن کو چلا جاتا ہی دیکھ لیجیے ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہی جتنی اشیا آپ کو روزمرہ درکار ہوتی ہین انہین بجز کھانے کی چیزون کے وہ سب آپ کے ملک کے بازارون مین کہان کہان سے ستعا آتی ہین اور ان اشیا کے آپ تک پہونچانے والے چاہے آپ ہی کے ملک کے رہنے والے ہون انکو ان اشیا کے لانے اور پہونچانے مین اس سے زیادہ نفع نہین ہوتا جتنا حمال اور باربردار کو اسلیے کہ اصلی نفع تو انکو پہونچتا ہی جو انکے مالک ہین اگر آپ ان ملکون مین جائین جہان سے آپ کی ضرورت کی اشیا آتی ہین تو نہایت آسانی دل نشین ہوگا کہ آپ کی دولت سے وہان کے لائق اور محنتی باشندے کیا فائدہ اٹھاتے ہین اور تب آپ کے خیال مبارک مین آجائیگا کہ تا وقتیکہ اپنی ضرورت کی اشیا اپنے ہی ملک مین پیدا نہ کرین یا ایسی اشیا کی فراوانی مین جو دوسرے ملکون کے باشندے چاہتے ہین کوشش نہ کرین یا ایسی چیزین مہیا نہ کرین جنکو دوسرے بلاد والے دولت کے ساتھ بدلین ہرگز ہرگز ہمارے ملک کی دولت ہمارے قبضہ مین نہین رہ سکتی۔ فقط۔

شکریہ

مین نے اس مختصر کتاب کو لکھ کر جناب مسٹر چارلس نسفیلڈ صاحب بہادر انسپکٹر مدارس صوبۂ اودھ کے حضور مین گذرانا جناب صاحب ممدوح نے

بہ کمال عنایت کتاب کو ملاحظہ کیا اور ارقام فرمایا۔

The M. S. has been well perused and examined and its contents have been much appreciated

اور تب مین نے بحضور جناب معلی القاب خجستہ خطاب نواب سر جارج کو پیر بیرونٹ سی بی کے سی ایس آئی سی ای آئی گزارش کرکے اجازت چاہی کہ جناب نواب ممدوح کے نام مبارک پر اس کتاب کو معنون کرون چنانچہ جناب نواب ممدوح کی کمال اعزاز افزائی سے اس کتاب نے عزت عطایہ پائی لہذا مین بہ کمال ادب شکریہ جناب نواب ممدوح بجالایا۔

المذنب سید غلام حیدر